القراءۃ الراشدہ

مترجم

حصہ اول

مولانا رشید احمد صاحب

مہتمم مدرسہ رحیمیہ، ٹوبہ ٹیک سنگھ

ناشر

کتب خانہ مجیدیہ بوہڑ گیٹ ملتان

القرأت الراشدہ

مترجم

حصہ اوّل

مولانا رشید احمد صاحب

مہتمم مدرسہ رحیمیہ، ٹوبہ ٹیک سنگھ

ناشر

کتب خانہ مجیدیہ بوہڑ گیٹ ملتان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

القراۃ الراشدہ مترجم حصہ اول

(۱) کَیْفَ اَقْضِیْ یَوْمِیْ؟
(میں اپنا دن کیسے گزارتا ہوں)

میں رات کو جلدی سو جاتا ہوں اور صبح سویرے جلدی اٹھتا ہوں۔ میں اللہ کا نام لے کر اور اس کا ذکر کرتے ہوئے بیدار ہوتا ہوں نماز کی تیاری کرتا ہوں پھر اپنے والد کے ساتھ مسجد کو چلا جاتا ہوں اور مسجد میرے گھر کے قریب ہی ہے۔ وضو کر کے باجماعت نماز ادا کرتا ہوں اور گھر کو واپس آجاتا ہوں۔ قرآن مجید کا کچھ حصہ تلاوت کرتا ہوں پھر باغ کی طرف نکل جاتا ہوں اور دوڑتا ہوں پھر گھر واپس آجاتا ہوں اور دودھ پیتا ہوں اور مدرسہ جانے کی تیاری کرتا ہوں۔ گرمیوں کے دنوں میں ناشتہ کرتا ہوں اور سردیوں کے دنوں میں دوپہر کا کھانا کھاتا ہوں اور وقت پر مدرسہ پہنچتا ہوں مدرسہ میں ۶ گھنٹے ٹھہرتا ہوں اور اسباق کو خوشی و شوق سے سنتا ہوں اور ادب و وقار سے بیٹھتا ہوں جب سکول کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور گھنٹی بج جاتی ہے تو مدرسے سے نکل پڑتا ہوں اور گھر واپس آجاتا ہوں۔

نماز عصر کے بعد مغرب تک میں نہیں پڑھتا۔ بعض ایام میں گھر پر ہوتا ہوں، اور بعض ایام میں بازار کی طرف نکل جاتا ہوں اور گھریلو ضروریات کی چیزیں خریدتا ہوں اور بعض ایام میں اپنے والد یا بھائی کے ساتھ عزیز و اقارب سے ملنے چلا جاتا ہوں یا اپنے بھائیوں اور دوستوں کے ساتھ کھیلتا ہوں۔

اور شام کا کھانا اپنے والد اور بھائیوں کے ساتھ کھاتا ہوں اور اپنے اسباق یاد کرتا ہوں۔ اگلے دن کے لئے مطالعہ کرتا ہوں اور سبق تیار کرتا ہوں اور استاد کا دیا ہوا کام لکھتا ہوں عشاء کی نماز پڑھتا ہوں اور تھوڑا سا پڑھتا ہوں پھر اللہ کا نام لیتے ہوئے اور اس کا ذکر کرتے ہوئے سو جاتا ہوں۔

یہ میری ہر دن (معمول) کی عادت ہے، میں اس کی خلاف ورزی نہیں کرتا اور چھٹی کے دن بھی صبح سویرے اٹھتا ہوں اور با جماعت نماز ادا کرتا ہوں اور تلاوت قرآن کرتا ہوں اور کسی کتاب کے مطالعہ اور اپنے والد اور والدہ اور بھائیوں کے ساتھ گفتگو میں دن گزار دیتا ہوں یا کسی مریض کی عیادت کر لیتا ہوں کبھی تو گھر میں ہی پڑا رہتا ہوں اور کبھی گھر سے باہر نکل پڑتا ہوں

۲: لَمَّا بَلَغْتُ السَّابِعَةَ مِنْ عُمُرِي

(جب میں سات سال کا ہوا)

جب میں سات سال کا ہوا تو میرے والد نے مجھے نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ اور میں اپنی والدہ سے بہت سی دعائیں سیکھ چکا تھا اور قرآن کریم کی کچھ سورتیں بھی یاد کر چکا تھا میری والدہ ہر رات سونے وقت مجھ سے باتیں

کرتیں اور مجھے نبیوں کے قصّے سناتیں اور میں ان قصوں کو بڑی خوشی اور شوق سے سنا کرتا۔

چنانچہ میں نے اپنے والد کے ساتھ مسجد جانا شروع کر دیا اور میں دل کی صف کے پیچھے لڑکوں کی صف میں کھڑا ہوتا۔ اور جب میں ۱۰ سال کا ہوا تو میرے والد نے ایک مرتبہ مجھے کہا کہ اب تمہارے نو سال مکمل ہو چکے ہیں اور اب تم دس سال کے ہو اگر تم نے کوئی نماز ترک کر دی تو میں تمہیں ماروں گا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔" اپنی اولاد کو نماز پڑھنے کا حکم کرو جبکہ وہ سات سال کے ہو جائیں۔ انہیں مارو نماز چھوڑنے پر جب وہ دس سال کے ہوں۔"

اور میرے والد نے ان لڑکوں کے قصّے سنائے جنہوں نے چھوٹی ہی عمر میں نماز کی پابندی کی اور بڑی عمر میں ان کی عظیم شان تھی۔

میں نے کہا اے ابا جان! آپ کو مجھے مارنے کی ضرورت نہیں پڑے گی اور میں عنقریب نماز پر محافظت کروں گا اور میں نے ایسا ہی کیا۔ میں جہاں بھی ہوتا تو نماز پڑھتا تھا۔ جب میں بازار جاتا یا کسی کام میں مشغول ہوتا اور نماز کا وقت اس جگہ آجاتا تو میں اسی وقت نماز پڑھتا تھا اور میں لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ جب وہ بھوکے ہوتے ہیں تو کھانا کھانے سے نہیں شرماتے اور جب کھیلنا چاہیں تب بھی۔ تو پھر میں نماز پڑھنے سے کیوں شرماؤں اور نماز تو ایک فریضہ ہے اور نماز تو مسلمان کے لئے باعثِ شرف ہے۔ اور میں ایک دفعہ میچ کے لئے نکلا اور ازدحام بہت زیادہ تھا۔ نماز عصر کا وقت

داخل ہو چکا تھا اور میرا وضو تھا چنانچہ میں نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہو گیا لوگ مجھے دیکھنے لگے اور تعجب کرنے لگے، میں نے اپنی نماز وقار و تمکنت اور اعتدال کے ساتھ مکمل کی۔

اور پھر پیچ کو واپس آیا اور جب پیچ ختم ہوا تو ایک آدمی میرے پاس آیا اور میرا نام پوچھا اور میرے والد کا نام پوچھا اور میری عمر پوچھی۔ تو میں نے اسے بتلایا تو اس نے میرے والد کی بہت تعریف کی اور میرے لئے برکت کی دعا کی اور کہنے لگا کہ میں نے کسی بچے کو بھی پیچ میں نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا اس وقت تو بہت سے نماز چھوڑ دیتے ہیں چنانچہ میں نے اللہ کی حمد کی اور اپنے والد کا شکریہ ادا کیا۔

اور میں سفر میں بھی نماز کو نہیں چھوڑتا حالانکہ میں نے بہت سے لوگوں کو دیکھا ہے وہ حضر (اقامت) میں تو نماز پڑھتے ہیں لیکن سفر میں نماز ترک کر دیتے ہیں اور صحت کی حالت میں تو نماز پڑھتے ہیں۔ لیکن بیماری میں نہیں پڑھتے باوجودیکہ نماز کسی ایک سے بھی ساقط نہیں، اور میں بہت سے لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ وقار و تمکنت سے نماز نہیں پڑھتے اور بہت جلدی جلدی پڑھتے ہیں اور مجھے یاد نہیں کہ ان ۴ سالوں میں مجھ سے کوئی نماز چھوٹی ہو جب میں سو جاتا ہوں یا اسے بھول جاتا ہوں تو یاد آنے پر نماز پڑھ لیتا ہوں۔ اور میں اللہ تعالیٰ سے توفیق اور ثابت قدمی کی دعا مانگتا ہوں

(۳) اَلنَّمْلَةَ "چیونٹی" (کا گیت)

ترجمہ:- میری کوشش امید کے ساتھ بارآور ہو۔ میں کاہلی کو پسند نہیں کرتی۔ میرا مقصد مقصود کو حاصل کرنا ہے، میں تھکاوٹ کی پرواہ نہیں کرتی، میں نے اپنے رہنے کے لئے ایک خوبصورت مکان انتظام سے بنایا ہے میں رزق کی تلاش میں نکلتی ہوں میں کسی دن بھی نہیں کھیلتی، ہر گرمی کے موسم میں میں اپنے لیے کھانا جمع کرتی ہوں، جو کہ مجھے سیر کرتا ہے اور سیر ہوتی ہوں۔ جب بارش کا موسم آتا ہے تو میرا گھر میرا ٹھکانا ہوتا ہے، یہی نشان میری بچپن کی ہے اور یہی طریقہ میرا بڑھاپے میں ہے اپنے کام میں مسلسل جدوجہد کے سبب میں ایک ضرب المثل ہوں

(۴) فِی السُّوقِ (بازار میں)

ترجمہ:۔ عمر:۔ اے میرے دوست! کیا تو نے اس شہر کے بازار کو دیکھا ہے؟

خالد:۔ نہیں اے میرے بھائی! میں اس شہر میں ایک نیا مسافر ہوں مجھے تو راستہ بھی معلوم نہیں۔

عمر:۔ میرے ساتھ آؤ۔ میں چند ضروری چیزیں خریدنے کے لئے بازار جارہا ہوں اور مغرب سے پہلے واپس آجاؤں گا۔ انشاءاللہ، کیونکہ بازار زیادہ دور نہیں۔

خالد: ماشاءاللہ! یہ ایک بڑا بازار ہے اور دکانیں صاف اور خوبصورت ہیں اور اے عمر! دائیں طرف یہ خوبصورت سی دکان کس کی ہے؟

عمر :۔ یہ میوہ فروشں کی دکان ہے۔ تم ان میووں کو نہیں دیکھ رہے اوران لوگوں کو جو اس میں میوہ فروش سے سودا کر رہے ہیں۔
خالد :۔ میں کچھ پھل خریدنا چاہتا ہوں کیلا، امرود اور مالٹے کیوں کہ میں صبح کے ناشتہ پر کچھ دوستوں کو دعوت دینا چاہتا ہوں۔
عمر :۔ امرود تو ان دنوں بہت مہنگا ہے اور مالٹے ترش ہیں ہاں کیلا لینے میں کوئی حرج نہیں۔
خالد :۔ مہربانی کرکے تشریف لائیں میرے بھائی کہ میوہ فروش سے سودا کریں۔
عمر :۔ بہتر یہ ہے کہ ہم سبزیوں کے بازار سے جلد ہی خرید لیں کیونکہ وہاں پھل بہت زیادہ ہیں اور سستے بھی۔
خالد :۔ یہ بہتر ہے اور یہ کون سی دکانیں ہیں اے عمر!
عمر :۔ یہ کپڑے کی دکانیں ہیں تم نہیں دیکھ رہے کہ کپڑے کی مختلف اقسام کس طرح پھیلائی ہوئی ہیں۔ اور کیسے لوگ ان کو چھو رہے ہیں اور تاجروں سے سودا کر رہے ہیں۔ آؤ میں ایک جوتا خریدنا چاہتا ہوں۔
خالد :۔ آپ آتے ہیں آپ کے ساتھ ہوں۔
عمر :۔ برائے مہربانی میرے لئے ایک برابر سا جوتا نکالئے۔
صاحب دکان :۔ یہ خوبصورت اور نفیس جوتا ہے۔
عمر :۔ جی ہاں، لیکن یہ تھوڑا سا کھلا ہے۔
صاحب دکان :۔ اور یہ دوسرا بالکل برابر ہے۔

عمر: یہ کتنے کا ہے۔
صاحب دکان :۔ چھ روپے کا۔
عمر:۔ آپ قیمت کم نہیں کریں گے۔
دکاندار :۔ جناب! اس بازار میں آپ کو اس سے زیادہ سستا نہیں ملے گا۔
عمر:۔ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں، کیونکہ آپ مسلمان ہیں اور مسلمان نہ تو جھوٹ بولتا ہے اور نہ دھوکہ کرتا ہے۔
خالد :۔ اور یہ کون سی جگہ ہے، جہاں لوگ کھانا کھا رہے ہیں۔
عمر :۔ یہ ہوٹل ہے، لوگ اس میں کھانا کھاتے ہیں اور ہوٹل شہر میں بہت ہیں۔
خالد :۔ کیا وجہ ہے کہ میں دیہات میں ہوٹل نہیں دیکھتا۔
عمر :۔ چونکہ شہر میں مسافر لوگ ہوتے ہیں ٹھہرنے کیلئے ان کے پاس گھر نہیں ہوتے اور کھانے کے لئے بھی تو وہ ہوٹلوں میں کھاتے ہیں، دیہات میں چونکہ مسافر کم ہوتے ہیں تو وہاں ہوٹل کی ضرورت نہیں ہوتی۔
خالد :۔ ہمیں کاغذ، روشنائی، قلم، پنسل، خشکہ اور لکھائی کا سامان کہاں سے ملے گا؟
عمر :۔ یہ کاغذ کی دکان ہے۔ یہاں آپ کو مدرسہ کی ضروریات کی تمام چیزیں مل جائیں گی۔
خالد :۔ میرے اچھے دوست میں آپ کا بہت مشکور ہوں آپ نے مجھے

کافی فائدہ پہنچا۔ میرا خیال ہے۔ اب ہم گھر واپس چلیں، اور وہاں ہی مغرب کی نماز پڑھیں۔

عمر:۔ جی ہاں، میرا بھی کوئی اور کام نہیں۔

(۵) اَلطَّائِر (پرندہ کا گیت)

ترجمہ:۔ قید ہونا میرا طریقہ نہیں اور نہ ہی اس میں میری خوشی ہے مجھے پنجرہ پسند نہیں اگرچہ وہ سونے ہی کا کیوں نہ ہو۔ میرے رب کے جنگل میرا مطلوب ہیں اور اس میں زندگی گزارنا میرا مقصد ہے میرے کھانے کی جگہ اس میں اچھی ہے اور میری پینے کی جگہ اس میں بہتر ہے میں اس میں میٹھے پانی کے چشمے سے پانی پینے جاتا ہوں۔ میں اس میں آزادی سے چہچہاتا ہوں۔ قید ہونا میرا طریقہ نہیں۔

(۶) نُزْهَةٌ وَطَبْخٌ (سیر و تفریح اور کھانا پکانا)

گذشتہ منگل کو مدرسہ کی چھٹی تھی داؤد میرے پاس صبح کو آیا۔ اور کہا کہ آج چھٹی کا دن ہے کیوں نہ باغ کی طرف چلیں یا شہر کے مضافات پر چلے جائیں کھائیں کھیلیں اور اپنی پسند کا کھانا پکائیں اور کھائیں اور شام کو واپس آجائیں گے۔ میں نے کہا ٹھیک ہے میں خود سوچ رہا تھا کہ یہ دن کیسے گزارا جائے لیکن اپنے بھائی سلیمان اور ہاشم بھائی اور سید عمر سے بات کر لو شاید وہ بھی ہمارے ساتھ چل پڑیں داؤد اس پر متفق ہو گیا۔ ان سے بات

کی وہ بہت خوش ہوئے، اور وہ اسی وقت میرے گھر آ گئے اور ہمارا دوست خالد بھی آیا۔ ہم اسے دیکھ کر خوش ہوئے اور خوش آمدید کہا۔ ہم جمع ہوئے اور کہنے لگے کہ آیا شہر کے باغات کی طرف چلیں یا شہر کے مضافات کی طرف نکلیں۔ داؤد اور عمر نے کہا۔ بلکہ ہمیں بڑے باغ میں جانا چاہئے جو شہر کے درمیان میں ہے کیونکہ باغ قریب ہے تاکہ ہمارا وقت مضافات کی طرف جانے میں ضائع نہ ہو۔ سلیمان اور ہاشم نے کہا اور میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ بلکہ ہم مضافات میں جائیں گے کیونکہ ہم کھانا پکانا چاہتے ہیں اور یہ دن سیر و تفریح اور کھانا پکانے میں گزارنا چاہتے ہیں۔ ہم مضافات کی طرف جانے پر متفق ہو گئے۔

ہم نے ایک سواری کرایہ پر لی اور اسی وقت مضافات میں پہنچ گئے ہم اپنے ساتھ چاول، گوشت، مصالحے، گھی اور سبزی دو ہانڈیاں اور برتن لے گئے تھے ہمیں علم تھا کہ اس جگہ ایک نانبائی ہے تو ہم نے کہا کہ روٹیاں ہم نانبائی سے خرید لیں گے کیونکہ روٹی پکانا ایک تکلیف دہ کام ہے ہم نے ایک سایہ دار جگہ منتخب کی اور عمر اور ہاشم چونکہ اچھا کھانا پکانے تھے، لہذا کھانا پکانے کی ذمہ داری انھوں نے لے لی۔ اور داؤد اور سلیمان نے ان کی مدد کی اور لکڑیاں لانے کی ذمہ داری میں نے لے لی۔ تو میں قریبی جنگل میں گیا اور اسی وقت لکڑیاں لے آیا۔ خالد نے مصالحے پیسے اور میں نانبائی کے پاس گیا اور روٹیاں خریدیں۔

گیارہ بجے کھانا تیار ہو گیا اور ہم بہت بھوکے تھے۔

اور کھانے کے خواہش مند تھے۔ تو ہم نے بڑے شوق سے کھانا کھایا اور کھانا بڑا مزے دار اور لذیذ تھا۔

اور ہم باتیں کرنے کے لئے بیٹھے رہے۔ حتیٰ کہ ظہر کا وقت داخل ہوا تو میں نے آذان دی اور ہم نے باجماعت نماز پڑھی۔ نماز کے بعد ہم کچھ آثار قدیمہ کو دیکھنے کے لئے نکل پڑے۔ اور عصر کے وقت ہم خوشی خوشی شہر کی طرف لوٹ آئے۔

(۷) مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ (تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ میں نکلے۔ آپ جانتے ہیں کہ غزوہ کیا ہوتا ہے۔ شاید آپ کو علم ہو کہ مسلمان اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے نکلتے تھے۔ اور مشرکوں اور کفار سے جنگ کرتے تھے، اللہ کی رضا کے لئے اور شاید تمہیں اللہ کی راہ میں جہاد کی فضیلت کا علم ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات مسلمانوں کے ساتھ جہاد کے لئے نکلتے تھے اور بعض اوقات مدینہ ہی میں کسی کام یا مصلحت کی وجہ سے ٹھہرتے تھے، اور مسلمانوں کا کوئی لشکر بھیجتے تھے۔ پس غزوہ وہ ہے جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے کسی لشکر میں جہاد فی سبیل اللہ کے لئے نکلے ہوں

اچھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ میں نکلے اور دوپہر کو واپس لوٹے۔ گرمیوں کے دن تھے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آرام کرنا چاہا۔ درختوں کے علاوہ صحرا میں اور کوئی جگہ نہیں ہوتی جہاں آدمی

آرام کر سکے۔ بلادِ عرب میں سوائے کیکر کے اتنے زیادہ درخت نہیں ہوتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیکر کے درخت کے نیچے تشریف لائے اور اس کے ساتھ اپنی تلوار لٹکائی۔ لوگ متفرق ہو کر ادھر ادھر سو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی کیکر کے درخت کے نیچے سو گئے ایک مشرک آدمی وہاں آیا اور رسول اللہ صلی اللہ وسلم کی تلوار درخت سے لٹکی ہوئی تھی۔ اور وہ میان میں تھی اس مشرک نے تلوار لی۔ اور میان سے باہر کھینچی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے۔ مشرک کہنے لگا کیا تم مجھ سے ڈرتے ہو؟ اور تلوار اس کے ہاتھ میں ننگی تھی۔ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نہیں" مشرک نے کہا۔ تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ مشرک کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار کو پکڑ کر فرمایا تمہیں مجھ سے کون بچائے گا۔ مشرک نے کہا آپ بہتر پکڑنے والے ہو جائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا۔ تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ مشرک نے کہا نہیں لیکن میں آپ سے عہد کرتا ہوں کہ نہ تو آپ سے جنگ کروں گا۔ اور نہ ہی ان لوگوں کے ساتھ شریک ہوں گا۔ جو آپ سے جنگ کریں گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جانے دیا۔ مشرک اپنے دوستوں کے پاس آیا۔ تو کہنے لگا میں تمہارے پاس ایک بہترین شخص سے مل کر آیا ہوں

(۸) سفر القطار (ریل کا سفر)

میں اپنا پہلا سفر نہیں بھولا۔ مجھے علم ہوا کہ میں اپنی والدہ اور بھائیوں کے ساتھ صبح سویرے سفر کرنے والا ہوں۔ تو میں سحری سے پہلے بیدار ہو گیا اور سفر کے وقت کا انتظار کرنے لگا۔ گھر والے بھی صبح سویرے جاگے ہم نے صبح کی نماز پڑھی، میرا چچا آیا۔ اور گھر میں حرکت اور آوازیں شروع ہو گئیں، یہ دوڑ رہا ہے اور یہ بچھونے لپیٹ رہا ہے، یہ آواز دے رہا ہے اور یہ جواب دے رہا ہے، چچا غصہ ہو رہا ہے اور جلدی کر رہا ہے۔ اور والد کھڑا ہے حکم کر رہا ہے اور منع کر رہا ہے غصے ہو رہا ہے اور ہدایت دے رہا ہے نوکر سامان تیار کر رہے ہیں۔ حتیٰ کہ گھر سے نکلنے کا وقت آجاتا ہے اور ریل گاڑی کا وقت قریب آجاتا ہے

دو سواریاں آئیں تو ہم ان میں سوار ہوئے اور اپنے والد کو سلام کیا تو اس نے مجھے رخصت کیا۔ اور میرے لئے دعا کی اور ہم ریلوے اسٹیشن پہنچے۔ قلیوں نے سامان وغیرہ اٹھایا۔ اور وہ سردیوں کے دن تھے، جگہ کافی وسیع تھی، میرا چچا گیا۔ اور ریل کے ٹکٹ خریدے۔

میں نے چچا سے کرائے کا پوچھا۔ تو اس نے کہا کہ کرایہ تین روپیہ ہے اور تیرا ڈیڑھ روپے ہے میں نے چچا سے کہا کہ میرا ٹکٹ مجھے دو۔ تو میرے چچا نے کہا کہ تم اپنا ٹکٹ ضائع کر دو گے تو میں نے کہا، نہیں! میں اپنے ٹکٹ کی حفاظت کروں گا۔ انشاء اللہ تو اس نے مجھے میرا ٹکٹ دیا۔ اور میں نے اسے اپنے پاس رکھا۔ ہم ریلوے اسٹیشن

میں داخل ہوئے تو ہم نے بہت سے مردوں عورتوں اور بچوں کو دیکھا اور ہم نے بہت بھیڑ دیکھی اور ہم نے لوگوں کی آوازیں، بچوں کا رونا، قلیوں کا شور و غل اور انجنوں کی آوازیں سنیں۔ ہماری گاڑی لیٹ تھی، تو ہم انتظار گاہ کی طرف چل پڑے، اور تھوڑا سا بیٹھے پھر میں پلیٹ فارم پر آیا، تا کہ دیکھوں کہ گاڑی آئی ہے، پھر میں انتظار گاہ میں واپس آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ریل گاڑی آ گئی۔ تو ہم انتظار گاہ سے نکلے اور سب لوگ پلیٹ فارم پر کھڑے ہو گئے۔ گاڑی رکی اور لوگ اترنے لگے اور سوار ہونے لگے اور ہم بھی سوار ہوئے۔ میں گاڑی سے باہر جھانکنے لگا اور مناظر کو دیکھنے لگا گاڑی میں بھیڑ بہت زیادہ تھی۔ چیزیں فروخت کرنے والے اور لوگ ان سے خریدنے لگے اور کھانے لگے اور بعض لوگ نے اقارب کے لئے تحائف خریدے تھوڑی دیر بعد گارڈ نے سیٹی بجائی اور سبز جھنڈی ہلائی۔ لوگ جلدی جلدی ریل گاڑی میں داخل ہونے لگے۔ انجن حرکت میں آیا۔ اور گاڑی چل پڑی۔

تھوڑی دیر بعد ہمارے ڈبے میں ٹکٹ چیک کرنے والا آیا ہمارے ٹکٹوں کو چیک کیا۔ اور ہمیں واپس کر دیئے۔ راستہ میں ہم نے ناشتہ کیا۔ اور کھایا پیا اور اللہ کی حمد کی۔ ریل گاڑی متواتر سٹیشنوں پر رکتی رہی اور چلتی رہی۔ حتیٰ کہ ظہر کا وقت ہوا۔ تو ہم نے جلدی جلدی اسٹیشن پر وضو کیا اور سفر کی نماز پڑھی۔ ہم نے ظہر کی دو رکعتیں پڑھیں، اور سلام پھیرا۔ گارڈ نے سیٹی بجائی تو ہم جلدی جلدی سوار ہو گئے میرے

بچچا نے کہا کہ اگر ریل گاڑی مسلمانوں کی ہوتی تو اس میں نماز کے لئے وضو کرنے کی جگہ ہوتی۔ ہم اس میں اذان دیتے اور جماعت سے نماز پڑھتے
عصر کے وقت گاڑی اسٹیشن پر پہنچی۔ میں کھڑکی سے جھانک رہا تھا تو میں نے پلیٹ فارم پر ہاشم اور سعید کو دیکھا۔ اور میں نے ان کو پہچان لیا۔ اور انہیں سلام کہا۔ انہوں نے بھی مجھے سلام کہا۔
میں اپنے گاؤں پہنچا۔ اور اپنے دوستوں اور بھائیوں سے ملاقات کی اور انہیں شہر کی باتیں بتانے لگے اور شہر کی عجیب عجیب چیزیں بتانے لگا اور سفر میں جو کچھ دیکھا تھا وہ بیان کرنے لگا۔

(۹) مَاذَا تُحِبُّ اَنْ تَكُوْن (آپ کیا بننا پسند کرتے ہیں؟)

استاد نے کلاس میں ایک مرتبہ اپنے شاگردوں سے ایک ایک کرکے پوچھا۔ آپ کیا بننا پسند کریں گے؟ اور کہا کہ ہر ایک جواب دینے میں آزاد ہے۔ نہ تو ڈرے اور نہ شرمائے۔ احمد نے جو کہ سب سے چھوٹا طالب علم تھا۔ کہا، میں ریل گاڑی کا ڈرائیور بننا چاہتا ہوں۔ میں اس میں ہمیشہ سوار رہوں گا۔ میں مفت سفر کروں گا اور صاف ستھرا رہوں گا۔ عبدالرحمن نے کہا کہ ریل گاڑی کا ڈرائیور بہت تھکا ماندہ ہوتا ہے۔ میں اسٹیمر کا کپتان بنوں گا۔ سمندر میں سفر کروں گا اور دور دراز شہروں کو مفت دیکھوں گا اور دنیا کے عجائبات کا مشاہدہ کروں گا۔ ابراہیم نے کہا کپتان اور اس کے اسٹیمر کو ڈوبنے کا خطرہ ہوتا ہے بلکہ میں ڈاکٹر بننا پسند کرتا ہوں میں

لوگوں کا علاج کروں گا۔ اور غرباء کا مفت علاج کروں گا۔ لوگوں کی خدمت کروں گا۔ اور اپنی صحت کی حفاظت کروں گا اور امن وسلامتی سے زندگی گزاروں گا عبدالرحمن نے اسے جواب دیا کہ یہ بات صحیح نہیں اس دور میں اسٹیمر خطرہ میں نہیں۔ اور اسٹیمر آج کل امن وسلامتی سے متواتر سفر کر رہے ہیں اور اس کے برعکس میں ڈاکٹروں کو دیکھتا ہوں کہ بیمار ہوتے ہیں۔ اور مرتے ہیں۔ ابراہیم نے اس کی بات کاٹ دی۔ اور کہا۔ کہ تو نے نہیں سنا کہ دو یا تین دن پہلے ایک اسٹیمر غرق ہوا ہے۔ ابراہیم نے جواب دینا چاہا لیکن استاد نے کہا۔ کہ یہ مناظرہ کا وقت نہیں بہت سے طلبہ باقی ہیں قاسم تم کیا کہتے ہو۔ قاسم نے کہا کہ میں نہ تو ڈرائیور بننا چاہتا ہوں نہ کپتان اور نہ ہی طبیب بلکہ میں ایک کسان بننا چاہتا ہوں میں کھیتی باڑی کروں گا اور کاشت کروں گا۔ اور کسان سے زیادہ لوگوں کی خدمت کرنے والا اور ان کو نفع پہنچانے والا کوئی نہیں، وہ دانے اور سبزیاں کاشت کرتا ہے، تو لوگ بھی کھاتے ہیں، اور چوپائے بھی۔"

سلیمان نے کہا میں تاجر بننا پسند کرتا ہوں کہ میری ایک بڑے بازار میں بڑی دکان ہو لوگ میرے پاس آئیں اور اشیاء خریدیں حامد نے کہا میں ایک ماہر کاریگر بننا پسند کرتا ہوں۔ اور موجد بننا، تاکہ میں عجیب عجیب چیزیں بناؤں اور ایجاد کروں" خالد نے کہا" میں ایک بہادر فوجی بننا پسند کرتا ہوں۔ کفار اور مشرکوں سے جنگ کروں۔ اور اللہ کی راہ میں جہاد کروں۔ عبدالکریم نے کہا بہت مالدار آدمی بننا پسند

کرتا ہوں تاکہ جو چاہوں پہنوں جس چیز کی خواہش ہو وہ کھاؤں جہاں چاہوں سفر کروں۔ اور میرے پاس ہمیشہ بہت زیادہ دولت ہو اور میں ایک بڑے محل میں رہوں لڑکے عبدالکریم کی بات سن کر ہنس پڑے اور عبدالکریم شرمندہ ہو گیا۔ محمد نے کہا" میں ایک عالم بننا پسند کرتا ہوں اللہ سے ڈروں اور اس کی عبادت کروں۔ اور لوگوں کو نصیحت کروں، انہیں نیکی کا حکم کروں اور برائی سے روکوں اور اللہ کے عذاب سے ڈراؤں استاد نے کہا اے میرے بچو تم نے بہت اچھا کہا۔ میں تمہارے لئے توفیق اور کامیابی کی دعا کرتا ہوں لیکن تم مسلمان ہونا اور اپنے عمل سے اللہ کو راضی کرنا اور اپنے کام سے دین کو نفع پہنچانا اور اپنے علم سے امت کی خدمت کرنا۔ شاگردوں نے کہا" استاد صاحب! آپ عبدالکریم اور اس کے محل کے بارہ میں کیا کہتے ہیں ؟ استاد نے کہا مال اللہ کی ایک نعمت ہے، اس کا شکر ہم پر واجب ہے اور خوش بخت ہے وہ شخص جسے اللہ نے مال دیا پس وہ اللہ کی راہ میں خفیہ اور علانیہ خرچ کرتا ہے اور اس کے سبب اللہ کی خوشی کا طالب ہوتا ہے اور اس سے اسلام کی خدمت کرتا ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے" حسد صرف دو آدمیوں سے جائز ہے ایک وہ جسے اللہ نے مال دیا ہو تو اسے حق بات میں صرف کرنے پر ڈال دیا اور دوسرا وہ جسے اللہ نے فراست و فہم نصیب فرمایا جس سے وہ فیصلے کرتا ہے اور اسے سکھاتا ہے اور سیدنا عثمانؓ مالدار تھے اور سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف بھی مالدار تھے"۔

عبدالکریم نے اپنا سر اٹھایا اور کہا کہ میں اپنے مال سے اسلام کی خدمت کرنے کی کوشش کروں گا اور اس کے سبب اللہ کی رضامندی کا طلب گار رہوں گا۔

(۱۰) مسابقہ (مقابلہ میں دوڑنا)

کل میرے مدرسہ میں دوڑنے کا مقابلہ ہوا۔ ریاضی کے استاد نے تمام کلاسوں سے سب سے پہلے چودہ طالب علم منتخب کئے جو کہ ہمسر و ہم عصر تھے اور انہیں چند صفوں میں کھڑا کر دیا۔ ایک صف کے پیچھے دوسری صف اور ہر صف میں تین لڑکے تھے استاد ان صفوں کے ایک جانب کھڑا ہوا اور محمد، ابراہیم اور سعید کی صف کو آگے کیا اور وہ ہم مثل و ہمسر تھے اور کہا کہ ایک قطار میں ایک لکیر پر کھڑے ہو جاؤ۔ تم میں سے کوئی آگے نہ بڑھے۔ ابراہیم تھوڑا سا آگے تھا تو اسے پیچھے کر دیا اور صف میں کر دیا اور کہا کہ میں تمہارے لئے گنتی کروں گا جب میں ایک کہوں تو صف برابر کر دو، جب "دو" کہوں تو تیار ہو جاؤ اور اپنے کپڑوں کو سنبھال لو اور جب تین کہوں تو بھاگ جاؤ۔ ایک استاد میدان کے آخری حصے میں چلا گیا اور وہاں ایک لکڑی گاڑی اور کہا کہ یہ انتہا ہے اور ایک استاد نے کہا "ایک" اور تھوڑا سا رکا پھر کہا "دو" تو سعید تھوڑا سا آگے ہوا تو استاد نے کہا سعید پیچھے ہو جاؤ۔ میں دوسری مرتبہ دہراتا ہوں اس نے کہا۔ "ایک"۔ "دو"، "تین" لڑکے بھاگے۔ کسی کو معلوم نہ تھا کہ کون آگے ہے

حتیٰ کہ محمد ظاہر ہوا اور لڑکے اس کا نام پکارنے لگے اور کہنے لگے، محمد، محمد! اور چیخنے لگے خوش آمدید، خوش آمدید! اور وہ اول آیا۔ پھر ابراہیم اس سے ملا تو وہ دوم آیا اور میری باری آ گئی۔ میں اپنے ہمسر وہم مثلوں کے ساتھ کھڑا ہوا اور استاد نے "ایک، دو، تین" کہا۔ دوڑنے کے دوران میں تھوڑا سا رکا تو میں آگے نہ بڑھ سکا۔ اور اول نہ آیا۔ میں آخر تک پہنچا اور دوم آیا۔ اور خالد اول آیا تو لڑکے اس کا نام لے کر پکارنے لگے اور خوش آمدید خوش آمدید کہنے لگے۔ میرے بھائی سمجھنے لگے کہ میں اوّل ہوں کیونکہ میں ہلکا پھلکا اور تیز رفتار ہوں اور روزانہ دوڑتا ہوں اور میں بھی افسردہ ہوا لیکن میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں دوسری مرتبہ سال کے آخر میں انشاء اللہ اوّل آؤں گا۔

آخر میں استاد نے تقریر کی اور کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دوڑ لگاتے تھے اور آپؐ کے صحابہؓ بھی دوڑ لگاتے تھے، اور مسلمان کو چاہیئے کہ وہ چست ہلکا پھلکا اور بہادر رہے تاکہ جنگ میں عاجز نہ ہو جائے۔

(۱۱) السَّاعَة (گھڑی)

ترجمہ:۔ حارث:۔ اے میرے بھائی کیا وقت ہے؟
سعید:۔ سوا دس بجے ہیں۔ کیا تمہارے پاس گھڑی نہیں ہے؟
حارث:۔ ہاں ہے لیکن میری گھڑی رکی ہوئی ہے
سعید:۔ شاید تم نے اسے بھرا نہیں ہے (یعنی چابی نہیں دی)

حارث :۔ جی ہاں ۔ گذشتہ رات اسے چابی دینا بھول گیا۔ میں اسے رات کے دس بجے چابی دیتا ہوں لیکن پچھلی رات مجھ پر نیند غالب آگئی میں بہت تھکا ہوا تھا تو میں اسے چابی نہ دے سکا۔

سعید :۔ کیا تم میری گھڑی سے ٹائم ملانا چاہتے ہو ؟

حارث :۔ جی ہاں ! اگر آپ کی گھڑی ٹھیک ہے تو میں آپ کی گھڑی سے ٹائم ملاتا ہوں ۔

سعید :۔ میری گھڑی ۲۴ گھنٹے میں دو منٹ آگے بڑھ جاتی ہے اور میں نے گذشتہ شب اسے ملایا تو دو منٹ اسے پیچھے کر دیا۔

حارث :۔ اب کیا ٹائم ہے ؟ سعید :۔ اب دس بجکر ۲۰ منٹ ہیں۔

حارث :۔ آپ کا شکریہ، اپنی گھڑی مجھے دکھایئے ۔

سعید :۔ لیجئے ۔

حارث :۔ آپ کی گھڑی قیمتی اور خوبصورت ہے اس کا ڈائل خوبصورت ہے اور اس کی سوئیاں پتلی ہیں ۔ اور اس کا کیس صاف ہے ۔

سعید :۔ تم نے اسے کتنے میں خریدا ؟

سعید :۔ میرے بڑے بھائی نے مجھے تحفۃً دی اور اس نے مجھے بتایا کہ اس نے اسے ۳۰ روپے میں خریدی ہے ۔ اور تمہاری گھڑی کتنے کی ہے ؟

حارث :۔ میری گھڑی اس سے سستی ہے ۔ یہ ۲۰ روپے کی ہے ۔ میرے چچا نے یہ گھڑی مجھے تحفۃً دی ہے، جب وہ سفر سے واپس آیا

سعید :۔ اس دور میں گھڑی ضروری ہے۔ گھڑی کی وجہ سے طالب علم مدرسہ کا وقت معلوم کرتا ہے اور مسافر ریل گاڑی کے اوقات معلوم کرتا ہے اور گھڑی کے ساتھ مسلمان جماعت اور نماز کے اوقات معلوم کرتا ہے۔

حارث :۔ جی ہاں! میں کچھ دن مدرسہ کے وقت سے لیٹ ہوجاتا تھا اور کبھی کبھی جماعت کی نماز فوت ہوجاتی تھی لیکن جب سے میں نے گھڑی خریدی ہے تو میں نہ تو مدرسہ سے لیٹ ہوا اور نہ ہی میری نماز فوت ہوئی۔

سعید :۔ مجھے اجازت دیجئے کیونکہ میں آج سفر کرنے والا ہوں۔ اور ریل گاڑی کا وقت دس منٹ کم بارہ ہے

حارث :۔ وقت کافی ہے۔ ابھی تو ساڑھے دس بجے ہیں، اور ریلوے اسٹیشن تو تمہارے گھر کے قریب ہی ہے۔

سعید :۔ جی ہاں۔ وقت تو کافی ہے لیکن بازار میں مجھے ایک کام ہے اور میں نے ابھی تک سامان بھی نہیں باندھا۔

حارث :۔ سپردِ خدا۔ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ!

سعید :۔ وعلیکم السّلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

(۱۲) اَلفطورُ (افطاری)

ترجمہ :۔ میں نے اپنے والد اور والدہ سے رمضان کا ایک روزہ رکھنے کی اجازت مانگی تو میرے باپ نے کہا کہ تو چھوٹا کمزور ہے بھوک اور

پیاس برداشت نہیں کرسکتا۔ میری والدہ نے کہا۔ یہ گرمیوں کے دن ہیں ان دنوں روزہ رکھنا مشکل ہے، سردیوں کے دنوں تک صبر کرو، لیکن میں رو دیا۔ اور میں نے کہا کہ محمود نے روزہ رکھا ہے حالانکہ وہ مجھ سے چھوٹا ہے اور میں پھر کیوں انتظار کروں؟ اور میں نے محمود کو دیکھا ہے کہ جب اس نے روزہ رکھا تو نیا لباس پہنا اور اس کے لئے لذیذ کھانے تیار کئے گئے اس کے رشتہ داروں نے اسے تحائف اور انعامات دیئے اور بہت سے لوگ جمع ہو گئے تھے اور محمود کی بڑی عزت تھی۔ ہر ایک اس سے باتیں کرتا۔ اور اس کو اپنے قریب لاتا اور میں نے سنا ہے کہ اگر چھوٹا بچہ روزہ رکھے۔ تو اس کے والدین کو اجر وثواب ملتا ہے اور میں چاہتا ہوں۔ کہ میرے والدین اجر وثواب پائیں۔ میرے والد نے میری بات قبول کر لی۔ اور میری ماں راضی ہو گئی۔ اور میری ماں نے میرے دوستوں اور ہم عمروں کو میرے ساتھ سحری کرنے کے لئے بلایا تو انہوں نے میرے گھر میں رات گزاری، اور رات کے ۴ بجے ہم جاگے میری والدہ نے لذیذ کھانا پیش کیا۔ ہم نے کھانا کھایا اور سیر ہو گئے۔ اور تھوڑا سا سوئے اور صبح کی نماز کے لئے بیدار ہوئے اور دن کے وقت میری والدہ نے مجھے کسی کام میں مشغول کرنا چاہا تاکہ مجھے بھوک و پیاس یاد نہ آئے۔ اس نے مجھے ایسے کاموں میں لگا دیا جن میں تھکاوٹ نہ تھی۔ اور میں کام کرنے اور دوستوں اور ہم عمروں سے باتوں میں لگا رہا حتیٰ کہ آدھا دن گذر گیا (دوپہر ہو گئی) مجھے بھوک اور پیاس کا

احساس بھی نہ ہوا۔ ظہر کے وقت مجھے پیاس اور گرمی محسوس ہوئی۔ تو میں نے غسل کیا۔ تو پیاس مجھ سے چلی گئی اور میں نے آرام کیا۔

عصر کے وقت میں نے بھوک محسوس کی اور کھانے پھل اور میوے دیکھے۔ میرے ایک دوست نے مجھے کہا۔ تھوڑا سا کھانے میں کچھ حرج نہیں۔ اس وقت تمہیں کوئی بھی دیکھ نہیں رہا۔ میں نے کھایا تھا جبکہ میرا روزہ تھا۔ میں نے کہا ٹھیک ہے یہاں کوئی بھی مجھے نہیں رہا لیکن مجھو اللہ تو مجھے دیکھ رہا ہے۔

میرا دوست خاموش ہو گیا۔ اور میں نے بھوک پر صبر کر لیا۔ غروب سے پہلے میرے والد کے دوست اور ہمارے رشتہ دار آئے۔ افطاری مسجد میں لے جائی گئی۔ وہ وقت مجھ پر کافی سخت تھا۔ میں مؤذن کو دیکھنے لگا اور منٹ گنتا رہا۔ جب مؤذن نے اذان دی تو میں نے کھجور کیساتھ روزہ افطار کیا۔ پھر میں نے کھایا اور پیا اور جس طرح میرے والد نے مجھے سکھایا تھا۔ میں نے پڑھا۔

ذهب الظماء وابتلت العروق وثبت الاجر ان شاء الله۔

پیاس دور ہوئی۔ اور رگیں تر ہو گئیں، اور اجر ثابت ہو گیا۔ انشاء اللہ اور میں نے اس دن جیسا لذیذ کھانا کبھی بھی نہیں کھایا اور اس روزے والے دن سے زیادہ خوبصورت دن میری زندگی میں نہیں آیا۔

(۱۳) الامانۃ (امانت)

ترجمہ:۔ ایک آدمی نے چند لوگوں کو مزدور رکھا۔ تو وہ اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہو گئے۔ جب اپنے کام سے فارغ ہوئے تو اس آدمی کے پاس آئے تو اس نے ان کو مزدوری دی۔ اور ان میں ایک آدمی تھا جس نے ان لوگوں کے ساتھ کام کیا تھا لیکن اپنی مزدوری نہ لی اور مزدوری چھوڑ کر چلا گیا وہ آدمی (مالک) بڑا سچی اور امانتدار تھا تو اس نے اس کی اجرت کو نہ تو کھایا اور نہ ہی اس نے نفع حاصل کیا۔ وہ اللہ سے ڈرا اور اس کو تجارت میں لگا دیا اور اسے پھیلایا وہ مزدوری کا مال بڑھتا رہا اور اس سے بہت زیادہ مال بنا۔

کچھ مدت کے بعد اس کے پاس مزدور آیا اور وہ ڈر رہا تھا کہ آدمی اسے پہچانے گا نہیں۔ کیونکہ مدت زیادہ ہو چکی ہے اور کافی زمانہ گزر چکا ہے، وہ مسکین کیا کرتا۔ اگر آدمی اسے نہ پہچانتا یا اس کے قصے کو بھلا دیتا۔ مزدور آیا۔ اور اسے صرف اپنی تھوڑی سے مزدوری کی امید تھی جو چند دراہم تھے۔ اور اگر آدمی انکار کرے اور دراہم نہ دے تو واپس لوٹ جائے گا۔ لیکن وہ آیا۔ کیونکہ ان دراہم کی اسے ضرورت تھی۔ تو اس نے کہا اے اللہ کے بندے مجھے میری مزدوری ادا کرو، تو اس آدمی نے نہ تو انکار کیا۔ اور نہ ہی ناپسندیدگی کا اظہار کیا بلکہ

کہنے لگا یہ جو تم اونٹ، گائیں، بھیڑیں اور غلام دیکھ رہے ہو تمہاری مزدوری ہے۔ آدمی خوفزدہ اور حیران ہو گیا اور گمان کیا کہ وہ اس سے مذاق کر رہا ہے۔ تو کہنے لگا اے اللہ کے بندے مجھ سے مذاق نہ کر اس آدمی نے کہا۔

میں تم سے مذاق نہیں کر رہا۔ یہ سب کچھ اونٹ گلے بھیڑ بکریاں اور غلام جو تم دیکھ رہے ہو۔ تمہاری ہیں۔ میں نے تمہاری مزدوری کو تجارت میں لگا دیا۔ اور اسے بڑھاتا رہا۔ اور اس سے یہ اونٹ گائیں اور بھیڑ بکریاں اور غلام بڑھے، مزدور اونٹ گلے بھیڑ بکریاں اور غلام لے لئے۔ اور کوئی چیز نہ چھوڑی۔ اور اللہ تعالیٰ اس امانت وفا اور مہربانی سے خوش ہوا۔ یہ امانت دار آدمی ایک مرتبہ ایک غار میں تھا اور ایک چٹان اس کے منہ پر برابر ہو گئی تو جب وہ زندگی سے مایوس ہو گیا تو اپنے اس نیک عمل کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اور کہنے لگا، اے اللہ، اگر میں نے یہ عمل تیری رضامندی کے حصول کے لئے کیا تھا۔ تو اس چٹان کو ہمارے سامنے سے ہٹا دے تو اللہ نے اس کی دعا قبول فرمائی اور اس کی نصرت فرمائی۔

(۱۴) الصَّيد (شکار)

ترجمہ:- میں چھٹی کے دن شکاریوں کے ساتھ نکلا۔ ان کے پاس بندوقیں اور چھریاں تھیں۔ ہم صبح سویرے سورج طلوع ہونے سے

پہلے نکلے۔ اور میرے ساتھ میرے بہت سے ساتھی اور دوست تھے۔ ہم نے اپنا ناشتہ ساتھ لیا۔ تاکہ جب ہمیں زیادہ بھوک لگے تو پھر ناشتہ کریں۔ اور ہم شام کو واپس آنا چاہتے تھے۔ گرمی اور دھوپ میں مسلسل چلتے رہے۔ حتیٰ کہ ہم تھک گئے اور بھوکے اور پیاسے ہو گئے اور ناشتہ ایک دوست کے پاس تھا۔ جو راستہ بھول چکا تھا۔ نہ تو ہمیں کھانا ملا۔ اور نہ پانی، اور دوپہر ہو گئی اور ہم ایک درخت کے سائے میں دوست کا انتظار کرتے ہوئے بیٹھ گئے اور ہمارا دوست دور سے ظاہر ہوا۔ تو ہم نے اس کا نام لے کر اسے پکارا، اور ہم نے اللہ کی حمد کی۔ اور ناشتہ کر کے تھوڑا سا آرام کیا پھر نکل پڑے، ہم ایک جنگل میں داخل ہوئے، اور ہمیں جنگلی گائیوں کے نشانات ملے اور گھات میں بیٹھے ایک گائے درختوں سے نکلی اور سید اسماعیل تیار تھا تو اس نے اپنی بندوق اس کی طرف سیدھی کی اور کارتوس چلا دیا۔ وہ گائے کے سینے میں لگا۔ گائے زخمی ہو کر گر پڑی اور اپنے دونوں پاؤں زمین پر مارنے لگی، دوستوں نے بندوق کی آواز سنی تو وہ آئے۔ اور یاقوت نے ایک بڑی تیز چھری کے ساتھ اسے ذبح کیا اور بسم اللہ کہی اور تکبیر پڑھی ہم باتیں کر رہے تھے اور اطمینان سے بیٹھے تھے اچانک ایک دوسری گائے نکلی۔ ہاشم نے جلدی سے اپنی بندوق اس پر چلائی، اور اپنی بندوق کو سیدھا نہ رکھ سکا۔ تو کارتوس خطا گیا۔ اور گائے شکار نہ ہو سکی۔ ہاشم نے اور سب لوگوں نے افسوس کیا۔ اور ہم

نے ایک کارتوس کے ساتھ دو کبوتروں کا شکار کیا۔ اور دو بطخوں کا بھی
دو کارتوسوں کے ساتھ، اور ہمارے پاس ایک چھوٹی سی تیز چھری تھی
تو میں نے بطخوں کو ذبح کیا اور بسم اللہ اور تکبیر کہی۔ اور میں نے عبد
اسماعیل سے کہا۔ کہ میں بھی شکار کرنا چاہتا ہوں۔ تو اس نے مجھے اپنی
بندوق دے دی، اور اس میں ایک کارتوس ڈالا۔ اور میں جانتا تھا کہ
بندوق کو کیسے سیدھا کیا جاتا ہے اور کیسے چلایا جاتا ہے، کیونکہ میں چار
یا پانچ مرتبہ چلا چکا تھا۔ تو میں گیا۔ اور گھات میں بیٹھ گیا۔ اور ایک کبوتر
آیا اور نزدیک کے درخت پر بیٹھ گیا۔ میں نے کبوتر کی طرف بندوق سیدھی
کی۔ اور بندوق چلا دی تو میں نے دو کبوتر شکار کر لئے جب میں نے کبوتر کا
شکار کیا، تو میں بہت خوش ہوا۔ اور خوشی سے تکبیر کہی۔ دوست آئے اور
مرحبا مرحبا! کہنے لگے۔ اور کہنے لگے کہ ماشاء اللہ خالد تو ایک شکاری ہے
میں پسند نہیں کرتا تھا کہ کوئی اور ان کو ذبح کرے۔ تو میں گیا
اور بسم اللہ کہہ کر اپنی چھوٹی تیز چھری کے ساتھ کبوتروں کو ذبح کیا۔ اور
شام کے وقت ہم بہت بڑے شکار کے ساتھ گاؤں واپس لوٹے
گائے کے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے۔ اور ہم نے اس کا گوشت اپنے سب
دوستوں، رشتہ داروں اور گاؤں والوں کو ہدیہ دیا تو انہوں نے
کھایا۔ اور سیر ہوئے اور شکاریوں کا شکریہ ادا کیا۔

(۵) مَادُبَة (دعوت)

میرا بھائی حج کر کے واپس لوٹا۔ تو گھر والے بہت خوش ہوئے۔ میری والدہ بھی بہت خوش ہوئیں اور میری والدہ نے کھانا تیار کیا۔ اور اس پر رشتہ داروں، دوستوں اور بہت سے گاؤں والوں کو بلایا۔ ہم بہت خوش ہوئے اور گھر کے سامنے صاف ستھرا قالین بچھایا۔ گرمیوں کے دن تھے اور ہم نے بڑے بڑے پانی کے برتن رکھے۔ جن میں ہاتھوں کے دھونے کے لئے پانی تھا اور ہم نے صابن اور تولیہ رکھا۔ اور ایک کشادہ دستر خوان بچھایا۔ لوگ شام کے وقت حاضر ہوئے میرے بھائی نے ان کا استقبال کیا۔ اور ہم نے خوش آمدید کہا۔ وہ تھوڑا سا بیٹھے کھانا آیا۔ مہمان دستر خوان کے اردگرد بیٹھے۔ اور ہم نے گرم روٹیاں اور گوشت اور چاول رکابیوں میں اور سالن پیالوں میں ان کے آگے رکھا تو انہوں نے بسم اللہ کہہ کر کھانا کھایا۔ اور ہم کھڑے تھے۔ مہمانوں کو دیکھ رہے تھے اور ان کے آگے روٹی اور کھانا لگا رہے تھے اور انہیں ٹھنڈا پانی پلا رہے تھے۔ لوگوں نے ہر قسم کے کھانے شوق سے کھائے اور اللہ کی حمد کی اور لوگ کھڑے ہوئے اور اپنے ہاتھ دھولئے اور انہیں تولیہ سے پونچھا۔ اور میرے بھائی کے پاس بیٹھے ایک دوسرے سے باتیں اور کلام کرتے رہے اور اس سے حجاز، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، منیٰ و عرفات کی باتیں بڑے شوق اور خوشی کے ساتھ سنتے رہے۔ اور حج کے مشتاق ہوئے اور اللہ سے

اس کی توفیق کی دعا مانگی، پھر واپس جانے کی اجازت مانگی اور کھڑے ہو کر کہنے لگے ۔

تمہارے ہاں روزہ دار افطاری کریں اور نیک لوگ تمہارا کھانا کھائیں اور فرشتے تم پر رحمت بھیجیں ۔

(۱۶) بِرُّ الْوَالِدَيْنِ (والدین کے ساتھ حسن سلوک)

ایک آدمی کے بوڑھے والدین تھے اور چھوٹے چھوٹے بچے تھے ۔ اور وہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا اور اولاد پر بڑا مہربان تھا وہ ہر دن صبح چراگاہ کی طرف جاتا اور مویشی چراتا ۔ عشاء کو ان کے ساتھ واپس لوٹتا انہیں دوہتا ۔ اور اپنے والدین اور چھوٹے بچوں کو پلاتا ۔ اس کے والدین اور اس کے بچے اس کے آنے کا انتظار کرتے اور نہ سوتے حتیٰ کہ وہ آدمی آتا ۔ اور انہیں دودھ پلاتا ۔ ایک مرتبہ وہ آدمی مویشی لے کر چراگاہ کی طرف گیا تو درختوں اور چارہ کی تلاش میں دور چلا گیا تو اسے اس دن دیر ہو گئی تو وہ گھر کو واپس لوٹا اور رات کافی گزر چکی تھی ۔

اس کے والد اور والدہ نے کافی انتظار کیا اس کا باپ اور اس کی ماں بھوکے تھے اس کے والد اور والدہ کافی انتظار کرنے کے بعد سو گئے آدمی واپس لوٹا اور گھر میں داخل ہوا ۔ تو اس نے اپنے بوڑھے والد اور بوڑھی والدہ کو سوتے پایا ۔ آدمی نے بہت افسوس کیا ۔ اور غمگین ہوا ۔

اور دیر سے آنے پر نادم ہوا۔ اور کہنے لگا کہ افسوس ہے کہ مجھے۔ آج
چراگاہ سے دیر ہوگئی اور مویشیوں کو چرانے کے لئے درختوں اور چارہ
کی تلاش میں دور چلا گیا۔ حتیٰ کہ بوڑھا اور بوڑھی سو گئے۔ آدمی سوچنے
لگا کہ بوڑھے اور بوڑھی کو اٹھائے یا نہیں تو آدمی نے بوڑھے اور
بوڑھی کو جگانا ناپسند کیا۔ اس کی بیوی اور بچے انتظار کرتے رہے اور
اور وہ بھوکے تھے تو انہوں نے اس سے دودھ مانگا لیکن آدمی نے
اپنے بیوی اور بچوں کو اپنے والدین سے پہلے پلانا ناپسند کیا۔ اور اللہ
سے ڈرا اور کہنے لگا میں تمہیں کیسے پلاؤں حالانکہ میں نے ان کو نہیں پلایا۔
میں تو ظالموں میں سے ہو جاؤں گا۔ اور اس آدمی نے مویشیوں سے
دودھ دوہا۔ اور کھڑا اپنے والدین کے جاگنے کا انتظار کرتا رہا۔ اور
کھڑا رہا اور پیالہ اس کے ہاتھ میں تھا۔ اور بچے اس کے قدموں میں رو
رہے تھے لیکن اس نے ان کو نہ پلایا اور نہ ہی خود پیا۔ اور کھڑے کھڑے
رات گزار دی۔ اور پیالہ اس کے ہاتھ میں تھا۔ صبح طلوع ہوئی اور اس
کا والد جاگا۔ آدمی نے ان کے آگے دودھ کا پیالہ رکھا۔ اور انہوں نے
پیا۔ پھر اس نے اپنے بچوں کو پلایا۔ اور اللہ تعالیٰ اس آدمی سے
خوش ہوا جس نے والدین کے ساتھ حسن سلوک کیا اور اللہ تعالیٰ اس
نیک عمل سے خوش ہوا۔ اور اسے قبول کیا۔ اور ایک مرتبہ یہ آدمی رات
کو جا رہا تھا تو اس نے ایک غار کو دیکھا تو کہنے لگا۔ میں رات اس
غار میں گزاروں گا۔ اور صبح کے وقت نکلوں گا تو رات گزارنے کے لئے

غار میں داخل ہوا تو ایک چٹان پہاڑ سے نیچے لڑھکی تو غار کا منہ بند ہو گیا۔ تو اس نے اللہ سے دعا مانگی اپنے اس نیک عمل کے ساتھ اور کہنے لگا۔ اے اللہ! اگر تجھے معلوم ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضا کے حصول کے لئے کیا تھا۔ تو اس چٹان کو ہٹا دو (راستہ کھول دے) پس اللہ نے اس نیک آدمی کی دعا قبول کی اور اس کی مدد کی

(۱۷) فَضِیْلَۃُ الشَّغل (کام کرنے کی فضیلت)

ایک انصاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر سوال کرنے لگا تو آپؐ نے فرمایا کہ کیا تیرے گھر میں کوئی چیز ہے اس نے کہا ہاں ایک ٹاٹ ہے۔ کچھ کو تو ہم پہن لیتے ہیں اور کچھ بچھا دیتے ہیں اور ایک پیالہ ہے جس سے ہم پانی پیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ان کو میرے پاس لاؤ۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے ہاتھ میں لیا اور فرمایا کہ کون دونوں کو خریدے گا۔ ایک آدمی نے کہا میں ان کو ایک درہم کے بدلے لیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ایک درہم سے زیادہ کون دے گا؟ ایک درہم سے زیادہ کون دے گا۔ ایک آدمی نے کہا میں انہیں دو درہموں کے بدلے لیتا ہوں تو اس نے آپؐ کو دو درہم دے دیئے اور آپ نے دو درہم لے کر انصاری کو دے دیئے اور فرمایا کہ ایک کا کھانا خرید کر اپنے اہل پر خرچ کر دو اور دوسرے کا کلہاڑا خرید لو اور میرے پاس لے آؤ تو وہ کلہاڑا لایا تو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اس میں دستہ لگایا پھر آپ نے
اس سے فرمایا کہ جاؤ، لکڑیاں کاٹو اور بیچو۔ اور میں تمہیں پندرہ دن نہ
دیکھوں آدمی گیا لکڑیاں کاٹتا رہا اور بیچتا رہا وہ آیا اور اس کے پاس
دس درہم ہو چکے تھے تو اس نے کچھ کے بدلے کپڑے خریدے اور
بعض کے بدلے کھانا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ
اس سے بہتر ہے۔ کہ سوال قیامت کے دن تیرے چہرے پر داغ
بن کر آئے۔

(۱۸) تَرْنِیمَةُ الْوَلَدِ فِی الصَّبَاحِ
(بچے کا صبح کے وقت کا نغمہ)

سورج چمکا اور اندھیرے تیزی سے بھاگے پس ایک اللہ کا
بہت زیادہ شکر کرنا واجب ہے۔ روشنی کتنی اچھی ہے۔ کہ میں اس میں چیزوں
کو دیکھتا ہوں۔ اور پرندے صبح کے وقت درخت کی شاخوں پر بیٹھ کر گاتے
ہیں۔ روشنی کتنی قیمتی چیز ہے کہ اس میں کام کرنے کی کوشش کرتا ہوں
میں ہمیشہ پسند کرتا ہوں۔ کہ میں ناکام و نامراد نہ رہوں۔ اللہ تعالیٰ نے
مجھے تاریکی کے ہر شر سے پناہ میں رکھا ہے۔ شکر ہے اس کا جس نے
مجھے بچایا ہے۔ شکر ہے اس کا ہمیشہ ہمیشہ۔

(۱۹) أَصْدِقَائِی (میرے دوست)

میرے چار دوست ہیں حسن، قاسم، عمر اور محمد حسن ایک مہذب اور بردبار لڑکا ہے۔ نہ تو جھوٹ بولتا ہے، اور نہ غصہ ہوتا ہے۔ میں اس کے ادب و بردباری کی وجہ سے اسے پسند کرتا ہوں، وہ مدرسہ میں میرا ساتھی ہے اور محلہ میں میرا پڑوسی ہے اور چار سال سے میرا دوست ہے وہ ہمارے محلے میں کئی سالوں سے رہ رہا ہے اور اس کا گھر میرے گھر کے قریب ہے۔ اور ہمارے گھروں کے درمیان صرف ایک گھر ہے ہم اس مدت میں کبھی ایک دوسرے سے نہیں جھگڑے، باوجودیکہ ہم ایک ہی محلے میں رہتے ہیں، اور ایک ہی کلاس میں پڑھتے ہیں، ہم سب اکٹھے سکول جاتے ہیں۔ اور اکٹھے واپس آتے ہیں اور بہت سے دوست ایک دوسرے سے جھگڑتے ہیں اور میں ہر دن بعض لڑکوں کو ایک دوسرے سے لڑتے دیکھتا ہوں اور میرے والدین حسن سے بہت زیادہ محبت کرتے ہیں اور وہ ان کی دوستی پر خوش ہیں کیونکہ وہ ایک ایسا لڑکا ہے کہ اس میں کوئی برائی نہیں ہے۔ حسن کا باپ بھی میرے ساتھ محبت کرتا ہے اور مجھے اپنے بیٹے کی طرح سمجھتا ہے، قاسم ایک ذہین چست لڑکا ہے تم اسے ہمیشہ خوش دیکھو گے۔ مجھے یاد نہیں کہ میں نے کبھی اسے غمگین دیکھا ہو۔ اس کے پاس بڑے واقعات اور کہانیاں ہیں، اپنے دوستوں کو اپنی باتوں اور کہانیوں سے خوش کرتا ہے اور اس کے دوست اس سے محبت کرتے ہیں۔ وہ اسباق میں بڑا محنتی ہے کسی امتحان میں فیل نہیں ہوتا۔

عمر ایک یتیم لڑکا ہے وہ بھی ہمارے محلہ میں رہتا ہے اس کی ماں بوڑھی ہے۔ کپڑے سی کر درزی کماتی ہے اور اپنے بیٹے پر خرچ کرتی ہے۔ لیکن عمر ایک بڑے دل والا لڑکا ہے اس کے کپڑے سستے ہوتے ہیں لیکن ہمیشہ پاک و صاف ہوتے ہیں، سب استاد اس کی صلاح، اس کے ادب، اس کی محنت اور پابندی وقت کی وجہ سے اس سے محبت کرتے ہیں عمر صرف ایک مرتبہ امتحان میں فیل ہوا۔ تو وہ بہت غمگین ہوا اس کی والدہ بھی غمگین ہوئی جب عمر امتحان میں فیل ہوا۔ اور عمر نے مدرسہ چھوڑنے کا ارادہ کیا۔ لیکن اس کی ماں نے اس کی ہمت بندھائی۔ اور کہنے لگی کہ میں کپڑے سی کر کماؤں گی اور تجھ پر خرچ کروں گی۔ اور عمر مدرسہ واپس آگیا۔ اور بہت زیادہ محنت کی، اور دوسرے سال امتحان میں کامیاب ہو گیا۔ اور اوّل نمبر آیا۔ محمد ایک شریف اور بہت محنتی طالب علم ہے اور امتحان میں ہر سال اوّل آتا ہے وہ کاتب ہے اور بہت عمدہ لکھتا ہے خطوط لکھنا جانتا ہے وہ کلاس میں سب سے آگے ہے اور اسباق کا بڑا پابند ہے، میرے سب دوست نماز کی پابندی اور اسباق کی پابندی کرتے ہیں۔ اور ہم کبھی بھی ایک دوسرے سے نہ جھگڑتے ہیں اور نہ ہی غصہ ہوتے ہیں۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ میں برے دوستوں میں سے نہیں ہوں گا۔

(۲۰) قَرْيَتِيْ (میرا گاؤں)

میرا گاؤں خوبصورت ہے، سر سبز کھیتوں اور باغوں کے درمیان
واقع ہے۔ گویا کہ سبز سمندر میں وہ ایک جزیرہ ہے اگر اس میں صرف
سبزہ اور پانی دیکھو گے تو زمین سر سبز ہے۔ اور کھیتیاں سر سبز ہیں اور
میرے گاؤں کی ساری زمین سر سبز ہے۔ گاؤں کے نیچے ایک نہر بہتی
ہے۔ اس کا پانی پاک وصاف ہے۔ کیونکہ یہ پتھریلی زمین پر بہتا ہے۔
ہم اس نہر میں نہاتے ہیں اور تیرتے ہیں اور کھیلتے رہیں۔ اور اس کا صاف
پانی پیتے ہیں اور مچھلیوں کو ادھر اُدھر دوڑتے ہوئے دیکھتے ہیں اور
نہر کے قعر (گہرائی) میں موتی دیکھتے ہیں۔ کیونکہ پانی صاف وپاک ہے اور
ہم نے تیراکی اس وقت سیکھ لی تھی جبکہ ہم چھوٹے تھے۔ جب بارش
کے دن ہوئے تو نہر چڑھ گئی۔ (سیلاب آگیا) اور بہت چوڑی ہو گئی۔
تو ہم نے اس نہر کو عبور کیا۔ اور تیراکی میں ایک دوسرے پر سبقت کرنے
لگے۔ میں بہت سے شہریوں کو دیکھتا ہوں۔ کہ وہ تیراکی نہیں جانتے
حالانکہ وہ بہت بڑے ہیں۔ اور پانی سے بہت زیادہ ڈرتے ہیں اور
نہر میں داخل نہیں ہوتے۔ ایک مرتبہ میرا ایک دوست شہر سے آیا
اور ہم نہر میں داخل ہو گئے اور ہم نے اسے کہا۔ ہمارے ساتھ آؤ
اے میرے بھائی! نہاؤ اور تیرو تو وہ کہنے لگا میں پانی سے ڈرتا
ہوں۔ اور تیراکی نہیں جانتا۔ تو ہم نے اس کی ہمت بندھائی

اور کہا۔ کہ ڈرو نہیں، ہم تمہارے ساتھ ہیں تو اس نے ہمت کی اور پانی میں داخل ہو گیا۔ اور تیرنا چاہا۔ لیکن وہ گہرائی میں چلا گیا۔ تو ہم نے اس کا ہاتھ پکڑا۔ اور اوپر کیا۔ تو وہ نکل گیا اور وہ پانی پی چکا تھا اور وہ ہر روز ہمارے ساتھ نہاتا اور تیراکی سیکھتا رہا۔ حتیٰ کہ اس نے تیراکی سیکھ لی۔ اور نہر عبور کی۔ تو اس نے ہمت کی اور دو مرتبہ نہر عبور کر لی اور جب بہت زیادہ بارش ہوتی ہے اور نہر میں پانی زیادہ ہو جاتا ہے۔ تو میرا گاؤں ایک جزیرہ کی مانند ہو جاتا ہے۔ تینوں اطراف سے پانی اسے گھیرے میں لے لیتا ہے اور ایک طرف باقی رہ جاتی ہے۔ ہم اس سے شہر کی طرف جاتے ہیں اور بازار سے ضروریات کی چیزیں خریدتے ہیں۔ اور ایک سال تو بہت بڑا سیلاب آیا۔ پانی بہنے لگا۔ اور گھروں میں داخل ہو گیا۔ اور لوگ غرق ہونے سے ڈر گئے اور ہم نے اپنا گاؤں چھوڑ دیا۔ اور شہر میں چلے گئے، اور ایک ماہ کے بعد واپس لوٹے۔ میرے گاؤں کی زیارت بہت سے لوگ اور علماء کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ ایک مشہور گاؤں ہے اس میں بہت سے علماء اور صالح لوگ پیدا ہوئے اور نہر کے ایک کنارے پر ایک پرانی مسجد ہے۔ اسے ہمارے بڑے دادا نے بنایا تھا۔ اس کو تین سو سال ہو چکے ہیں اور اس میں پانی ہر سیلاب آنے پر داخل ہوتا ہے۔ اور کئی دن اس میں پانی ٹھہرا رہتا ہے۔ لیکن اسے کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

(۲۱) نَوْمَۃُ اللَّیْلِ (رات کا نغمہ)

بیشک نرم و نازک بستر جس میں تو ہمیشہ سوتا ہے اے میرے دوست آرام سے سو جا امن سے سو جا، امن سے سو جا۔

دن چلا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی تکلیف و مصیبت روپوش ہو گئی۔ اور پرامن رات قریب آ گئی۔ آرام سے سو جا، آرام سے سو جا۔ چہچہانے والی چڑیوں نے ہمارے بے نیاز آقا کی حفاظت میں رات گزاری وہ ذات جو کسی سے بے پرواہ نہیں ہے اس کی حفاظت میں آرام سے سو جا۔ صبح تک ہر ظلم و کدورت سے محفوظ ہو کر سو جا مخلوق کے خالق کی حفاظت میں سو جا اس کی حفاظت میں آرام سے سو جا۔

(۲۲) مُسَابَقَۃٌ بَیْنَ شَقِیْقَیْنِ (دو سگے بھائیوں میں مسابقت)

سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رض نے فرمایا۔ میں جنگ بدر کے دن کھڑا تھا اور دو انصاری لڑکے معاذ بن عفرا۔ اور معوذ بن عفرا میرے دائیں اور بائیں تھے۔ ایک میری طرف متوجہ ہوئے اور مجھے اپنے ساتھی سے چپکے سے کہنے لگا' اے چچا! کیا تم ابوجہل کو جانتے ہو' تو میں نے کہا ہاں! اور اے بھتیجے! تم اس سے کیا چاہتے ہو' تو اس نے کہا مجھے پتہ چلا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے' اے چچا! اسے مجھ کو دکھائیے' کیونکہ میں نے اللہ سے وعدہ کیا ہے کہ جب اسے دیکھوں گا' اسے قتل کر دوں گا۔ یا میں اس کے سامنے مر جاؤں گا

دوسرے نے بھی مجھے اپنے ساتھی سے چھپ کر کہا اے چچا مجھے اسے دکھائیے۔ کیونکہ میں نے اللہ سے عہد کیا ہے کہ جب میں اسے دیکھوں گا تو اپنی تلوار سے اسے مار دوں گا۔ حتیٰ کہ اسے قتل کر دوں گا۔ پس ہم اسی حالت میں تھے اچانک ابوجہل ظاہر ہوا۔ تو میں نے کیا تم اسے نہیں دیکھ رہے، یہ ابوجہل ہے یہ تمہارا ساتھی ہے۔

پس انہوں نے اس پر باز کی طرح حملہ کیا۔ حتیٰ کہ اسے مارا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپؐ کو خبر دی۔ تو آپ نے فرمایا تم دونوں میں سے کس نے قتل کیا ہے؟ دونوں میں سے ہر ایک نے کہا میں نے قتل کیا ہے تو آپؐ نے فرمایا تم نے اپنی تلواروں کو پونچھا ہے انہوں نے کہا نہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں تلواروں کو دیکھا تو فرمایا۔ دونوں نے اسے قتل کر دیا ہے۔

(۲۳) جَزَاءُ الْوَالِدَیْنِ (والدین کی جزاء)

میں پیدا ہوا تو چھوٹا کمزور تھا۔ نہ تو کام کر سکتا تھا۔ نہ ہی خود کھا سکتا تھا۔ اور نہ ہی خود پی سکتا تھا۔ نہ تو میں بات کر سکتا تھا۔ اور نہ ہی سمجھ سکتا تھا۔ تو میری ماں نے مجھ پر شفقت کی اور مجھے دودھ پلایا۔ اور میرے لیے اپنے آپ کو بھول گئی۔ اور میرے آرام کے لیے اپنا آرام چھوڑ دیا۔ وہ بہت سی راتیں جاگتی رہی۔ اور بہت سے دنوں میں مشقت اٹھاتی رہی۔ میرے ساتھ مشغول رہتی اور جب میں نے بیمار ہو جانا۔ تو نیند اس سے بھاگ جاتی نہ تو

کھانا کھاتی۔ اور نہ ہی پانی پیتی۔ اور جب میں خاموش ہو جاتا تو غمگین ہوتی۔ اور کہتی اے میرے بیٹے! تمہیں کیا تکلیف ہے تو کیوں خاموش ہو گیا۔ تو باتیں کیوں نہیں کرتا۔ کیا تجھے درد ہے یا کسی نے تجھ کو غصّہ کیا ہے اور جب میں رونا تو دوڑتی ہوئی آتی۔ اور رات کے وقت میرے ساتھ باتیں کرتی اور مجھ کو ہنسا دیتی جب میں پانچویں سال میں پہنچا تو وہ رات کے وقت مجھ سے باتیں کرتی تھی۔ اور میں نے اس کی باتوں سے اللہ اور اس کے رسول کو پہچان لیا تھا اور بہت سے قصّے سُنے جب میں اپنے بچھونے (بستر) پر تھا۔ تو میں نے اس سے ابراہیمؑ کا قصہ سنا کہ وہ کیسے آگ میں ڈالے گئے تو وہ ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو گئی۔ اور موسیٰ فرعون کے محل میں کیسے پلے پڑے۔ اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قصہ سنا اور حلیمہ سعدیہ کا قصہ اور کئی خوبصورت قصے سنے اور میں نے آیتہ الکرسی اور سورہ البقرہ کی آخری آیتیں اور بہت سی دعائیں یاد کر لیں تو میں بچوں میں ایک طالب علم تھا اور میرے والد مجھ سے بہت محبت کرتے تھے، اور میں اپنے بھائیوں میں سب سے چھوٹا تھا۔ میں اس کے ساتھ رات گزارتا (سوتا) اور اس کے ساتھ کھاتا۔ اور جب وہ کسی سفر سے واپس آتا تو میرے لئے خوبصورت تحفے خریدتا اور لوگ مجھ سے محبت کرتے تھے اور مجھے اپنے قریب بلاتے میرے والد کے ہاں میرے مرتبے کی وجہ سے اور میں نے اپنے والد سے بھی پڑا۔ تو وہ میرا استاد اور باپ بھی ہے۔ اور وہ میری

ماں کو نصیحت کرتے تھے، کہ وہ مجھے عید کے دن نیا لباس پہنائے اور جب میں بیمار ہوتا یا کسی جگہ سے گر جاتا یا مجھے کوئی تکلیف پہنچی یا درد ہوتا۔ اور اسے پتہ چلتا تو اس کی نیند کوسوں دور ہو جاتی اور غم و جلال کی وجہ سے ساری رات بیدار رہتا۔ میں ان احسانات کا بدلہ کیسے دوں؟ کیا ممکن ہے کہ ماں کے ساتھ ان کا احسان اتار دوں، ہرگز نہیں میں اور میرا مال میرے والدین کا ہے، ہاں میں مال اور جان کے ساتھ ان کی خدمت کروں گا بلکہ ان کے دوستوں اور رشتہ داروں سے بھی بھلائی اور نیکی کے ساتھ صلہ رحمی کروں گا اور میں ان کے لئے دعا کروں گا۔ اور ہمیشہ اپنی دعا میں کہوں گا اے میرے رب ان پر رحم فرما جس طرح انہوں نے بچپن میں مجھ پر رحم کیا اور میں انشاء اللہ کوشش کروں گا کہ وہ قیامت کے دن لوگوں کے سامنے اور ماں باپ کے سامنے میرے ساتھ رشک کریں اور صاحب اولاد رشک کریں اور کہیں اے کاش ہماری بھی ایسی ہی اولاد ہوتی جیسی فلاں کر دی گئی، بے شک وہ تو بہت خوش قسمت ہے اور میں کوشش کروں گا کہ میں ایسا کام کروں کہ قیامت کے دن گواہوں کے سامنے پکارا جائے تو لوگ کہیں گے کون ہے وہ تو کہا جائے گا کہ فلاں مرد اور فلاں عورت کا بیٹا ہے تو میرے والدین رشک کریں گے اور میرا دل خوش ہو گا۔ اور میں نے سنا ہے کہ جب کسی بچہ نے قرآن پاک یاد کر لیا تو ان کے والدین کو قیامت کے دن تاج پہنایا جائے گا۔ اور میں عنقریب قرآن پاک یاد کرنے کی کوشش

کردں گا تاکہ میرے والدین کو قیامت کے دن تاج پہنایا جائے اور بے شک شہید اپنے گھر والوں میں سے ستر آدمیوں کی سفارش کرے گا۔ اور شاید اللہ مجھے شہادت نصیب فرمادے تو میں اپنے والدین کی لوگوں سے پہلے سفارش کردں گا اور اس طریقے سے میں اپنے والدین کا کچھ بدلہ چکاؤں گا۔

(۲۴) أَدَبُ الأَكْلِ وَالشُّرب

(کھانے پینے کے آداب)

عمر بن ابی سلمہ رضہ ایک چھوٹا بچہ تھا اور وہ اپنی ماں ام سلمہ رضہ کے ساتھ تھا۔ اور ام سلمہ رضہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے تھیں آپ نے ان سے ابی سلمہ رضہ کی وفات کے بعد شادی کرلی تھی۔ تو عمر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر پرورش تھے اور عمر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھا رہے تھے جس طرح ایک چھوٹا بچہ اپنے والد کے ساتھ کھاتا ہے اور جس طرح تم اپنے والد اور والدہ کے ساتھ کھاتے ہو۔ اور عمر ایک یتیم لڑکے تھے ان کا والد فوت ہوچکا تھا حالانکہ وہ چھوٹے ہی تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے محبت کرتے تھے اور انہیں آداب سکھاتے تھے۔

تو ایک مرتبہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے تو ان کا ہاتھ سارے پیالے میں چلتا تھا اور یہاں سے اور وہاں سے

کھا رہے تھے جس طرح بہت سے بچے کھاتے ہیں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سکھایا کہ کھانا کیسے کھاتے گا؟ اور ان سے فرمایا "بسم اللہ کہو اور اپنے سامنے سے کھاؤ" اور اس طرح ہر مسلمان کو کھانا کھانا چاہیئے تو وہ بسم اللہ کہے اور دائیں ہاتھ سے اور اپنے سامنے سے کھائے اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو کھانے پینے اور ہر چیز کے آداب سکھاتے جس طرح چھوٹے عمر بن ابی سلمہ رضی کو سکھائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ :-

"میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں، اور اللہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آداب بتلائے اور ہر چیز کے آداب سکھائے۔ تو آپ کا ارشاد ہے "میرے رب نے مجھے ادب سکھایا تو بہت اچھا ادب سکھایا"

اور ابو ہریرہ رضی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کھانے پر عیب نہیں لگایا، اگر جی چاہا تو کھا لیا اور طبیعت نہ چاہتی تو چھوڑ دیا" اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں اس طرح بیٹھتا ہوں جس طرح غلام بیٹھتا ہے اور اس طرح کھاتا ہوں جس طرح ایک غلام کھاتا ہے"۔ اور آپ نے فرمایا میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا اور کعب بن مالک رضی سے روایت ہے، آپ رضی نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ تین انگلیوں کے ساتھ کھاتے تھے اور جب فارغ ہوتے تو ان کو چاٹ لیتے تھے۔

اور حضرت انس رضی سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی کھانا کھائے تو اپنی تین انگلیوں کو چاٹ لے اور فرمایا کہ جب تم میں سے کسی ایک کا ایک لقمہ گر جائے تو اس کو اُٹھالے اور تکلیف دہ چیز اس سے ہٹا دے اور اسے کھالے اور اسے شیطان کے لیئے نہ چھوڑے اور ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم پیالہ کو انگلیوں سے چاٹ لیں اور فرمایا کہ تم نہیں جانتے کہ تمہارے کون سے کھانے میں برکت ہے۔

اور حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیتے وقت تین دفعہ سانس لیتے تھے۔

اور ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن میں سانس لینے اور پھونکنے سے روکا۔ اور حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا۔ اور حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ریشم، دیباج اور سونے چاندی کے برتنوں میں پینے سے منع فرمایا اور فرمایا یہ ان کے لیئے دنیا میں ہیں اور تمہارے لیئے آخرت میں ہیں۔

(۲۵) شَرُّ و خَیرُ

(برائی اور بھلائی)

جھوٹ سب سے برا قول ہے۔ ادب بہترین صفات میں سے

ایک صفت ہے ۔ بخل رسوا کن عیب ہے اور سخاوت ایک بہترین
پردہ ہے ۔ عقل ایک عادل قاضی ہے اور تکبر ایک مہلک بیماری ہے
عمر ایک رخصت ہونے والی مہمان ہے اور مال ایک فنا ہونے والا
سایہ ہے ۔ نیکی محبت کا سبب ہے ، بے شک بخیل کو پسند نہیں کیا جاتا
اخلاق کی پاکیزگی رگوں کی بزرگی کی وجہ ہے ، جھوٹ اور چغلخوری
اور دھوکا بری خصلت ہے ۔ تمام کاموں میں خصوصًا خوشی کی حالت
میں استقلال سے کام لے اور نیکی کو فوت ہونے کے ڈر سے جلدی
ادا کر لو ، تمہارے نفس کے سوا کچھ نہیں ہے (یعنی تم اپنے نفس کے ہی
مالک ہو) تم اس سے (بھلائی کو) نہ روکو ۔

(۲۶) یَوْمٌ مَطِیْرٌ

(بارش کا دن)

رات کے وقت بارش ہوئی اور راستے اور سڑکیں بہنے لگیں اور
کیچڑ پیدا ہو گیا ۔ لوگ اس سے پھسلنے لگے اور کپڑے خراب ہو گئے
اور جب کوئی موٹر چلتی تو پانی اڑتا ۔

بارش صبح کے وقت رکی اور لوگوں کو سکون ملا اور گھروں سے
نکل کر سڑکوں پر چلنے لگے اور کیچڑ سے ان کے کپڑے لت پت ہو گئے
اور ایک آدمی سڑک پر پھسلنے لگا اور کیچڑ میں گرنے لگا اور لوگ ہنسے
اور آدمی بھی ہنسا اور اس کے کپڑے بہت خراب ہو گئے اور لوگ

آرام سے چل رہے تھے اچانک بغیر اطلاع کے بارش شروع ہو گئی تو کپڑے بھیگ گئے۔
اور بعض عقلمند لوگ اپنے ساتھ چھتریاں لائے تھے اور انہوں نے ان کو پھیلایا (کھول دیا) اور میں اپنی چھتری گھر چھوڑ آیا تھا اور خیال کیا کہ بارش رک چکی ہے تو میں نے بہت افسوس کیا اور دوڑنے لگا اور میں گھر کو لوٹا اور میرے کپڑے تر ہو چکے تھے اور سورج سارا دن نہیں نکلا اور آسمان میں پر نور بادل تھا اور گھر سے صرف حاجت مند لوگ ہی نکل رہے تھے۔ میں گھر میں بیٹھنے سے اکتا گیا۔ تو میں بھی عصر کو نکلا اور اپنے ساتھ چھتری لی اور اپنے دوست مسعود کے پاس گیا تو میں نے اسے ایک کتاب کا مطالعہ کرتے ہوئے پایا۔ میں نے اسے کہا اے میرے بھائی! کیا تم باہر نہیں نکل رہے۔ سیر و تفریح کریں اور تھوڑا سا ٹہلیں پھریں کیا تم بیٹھ کر اکتا نہیں گئے؟ مسعود نے کہا کیا تم آسمان اور زمین کو نہیں دیکھ رہے؟ کیا تم کیچڑ کو نہیں دیکھ رہے، یہ دن گھر سے نکلنے کا نہیں، آؤ میرے ساتھ کھانا کھاؤ۔ میں نے کہا بیٹھنا تو ٹھیک ہے لیکن کھانا رات کا تو وہ نہیں کیونکہ میں گھر کو جلدی لوٹنا چاہتا ہوں ہمیں معلوم نہیں کب بارش ہو جائے اور میں اپنے دوست مسعود کے پاس تھوڑا سا بیٹھا۔ پھر میں بادل سے اور بیٹھنے سے اکتا گیا۔ تو میں نے اس سے اجازت لی اور سڑک کو نکل پڑا۔ اور ایک موٹر آئی اور میرے پاس سے گزری اور پانی اور کیچڑ اچھل گیا۔ اور میرے کپڑے خراب ہو گئے

گئے اور میں تھوڑا سا چلا اور گھر لوٹ آیا اور میں گھر ہی میں داخل ہوا اور چھتری رکھی حتیٰ کہ بارش آگئی تو میں نے اللہ کی تعریف کی کہ میں گھر کو پہنچ آیا۔ اور میں نے رات کا کھانا کھایا اور عشاء کی نماز پڑھی اور سو گیا اور مجھے معلوم نہیں کب بارش رکی؟ اور اس سال بارشیں بہت ہوئی تھیں اور نہریں بہہ گئی تھیں اور سیلاب آیا اور بہت سے گھر گر پڑے

(۲۷) اَلْبَرِیْدُ (ڈاک خانہ)

خالد:۔ اے طارق! کیا لکھ رہے ہو؟

طارق:۔ میں اپنے بھائی عامر کو خط لکھ رہا ہوں۔

خالد:۔ میں نے سنا ہے کہ وہ دہلی میں ہے کیا کوئی مسافر ہے؟

طارق:۔ نہیں۔ بلکہ میرا خط سفر کرے گا۔

خالد:۔ اے طارق تمہارا خط کیسے سفر کرے گا؟

طارق:۔ میں خط لکھوں گا۔ پھر لفافے میں رکھوں گا۔ اور لفافے پر اپنے بھائی کا پتہ لکھوں گا۔ پھر اس کو بھیجوں گا۔ دیکھو یہ ڈاک کا لفافہ ہے۔

خالد:۔ اے طارق لفافے کے کنارے پر یہ کیسی شکل ہے؟

طارق:۔ یہ ڈاک کا ٹکٹ ہے اور جب میں خط لکھنا چاہوں گا تو خط کے اوپر پتہ لکھوں گا۔ دیکھو یہ خط ہے اور اس کے ایک طرف ڈاک کا ٹکٹ ہے۔

خالد :۔ اے طارق ! یہ صورۃ کیا ہے ؟ یہ ایک آدمی کی شکل ہے اور میں نے سنا ہے کہ (ذی روح) صورۃ اسلام میں جائز نہیں۔

طارق :۔ ہاں ! جب صحیح اسلامی حکومت قائم ہوگی تو ڈاک کے لفافے اور ٹکٹ پر کوئی صورت نہ ہوگی۔

خالد :۔ اے بھائی پتہ لکھنے کے بعد تم کیا کروگے !

طارق :۔ میں لفافے کو لیٹر بکس میں ڈالوں گا۔

خالد :۔ لیٹر بکس کیا ہوتا ہے ؟

طارق :۔ تم نے ڈاکخانوں اور سڑکوں پر سرخ صندوق نہیں دیکھا جس کا منہ ہوتا ہے۔

خالد :۔ ہاں ! میں نے کئی مرتبہ دیکھا ہے اور اس خط کو لیٹر بکس سے کون لے جائے گا اور کہاں رکھے گا۔

طارق :۔ ڈاکیا خطوط کو ڈاکخانے لے جائے گا تو ڈاکخانے کا ایک آدمی ان کو علیحدہ کرے گا یہ دہلی کا ہے اور وہ کلکتہ کا ہے اور یہ مشرق کی طرف کا ہے اور وہ مغرب کی طرف کا ہے اور ان پر مہر لگائے گا۔

خالد :۔ پھر کیا ہوگا ؟

طارق :۔ پھر یہ خطوط کو سٹیشن لے جائیں گے پھر ریل گاڑی میں رکھے جائیں گے اور ریل گاڑی انہیں اٹھا کر ان کی جگہ لے جائے گی تو دہلی کا خط دہلی کی ریل گاڑی دہلی لے جائے گی اور کلکتہ کا خط

کلکتہ کی ریل گاڑی کلکتہ لے جاتی ہے گی

خالد :۔ اور تمہارا بھائی دہلی کے سٹیشن پر موجود ہوگا۔ اور اپنا خط لے گا۔ اور کیا سٹیشن ماسٹر اسے پہچانتا ہوگا ؟

طارق :۔ میرے بھائی کو یہ تکلیف اُٹھانے کی ضرورت نہیں ہوگی بلکہ جب خط دہلی کے ریلوے سٹیشن پر پہنچے گا تو اسے سٹیشن سے ڈاکخانے منتقل کیا جائے گا۔

خالد :۔ تو کیا تمہارا بھائی ڈاکخانے میں موجود ہوگا اور پوسٹ ماسٹر سے اپنا خط لے گا ؟

طارق :۔ جلدی نہ کر بھائی! میں تمہیں خط کے بارے میں بتاتا ہوں جب خط ڈاکخانے پہنچ جائے گا۔ تو انہیں علیحدہ کیا جائے گا اور وہاں بھی مہر لگائی جائے گی تاکہ معلوم ہو جائے کہ خط دہلی کب پہنچا اور اس کے بعد ڈاکیا اسے لے گا اور میرے بھائی کو دیدے گا

(۲۸) البریدء ۲ (ڈاک خانہ)

خالد :۔ اور ڈاکیا کیسا ہوتا ہے۔

طارق :۔ میں نے اسے کبھی نہیں دیکھا ؟

طارق :۔ تم نے اس آدمی کو نہیں دیکھا جو خاکستری رنگ کا لباس پہنتا ہے جس میں پیتل کے بٹن ہوتے ہیں اور اس کے سر پر پگڑی ہوتی ہے جو چمڑے کا تھیلا اٹھائے ہوئے ہوتا ہے۔

خالد :- جی ہاں ۔ میں نے اسے دیکھا ہے اور میں نے تھیلہ دیکھا ہے جو کاغذوں سے بھرا ہوتا ہے ۔ اور اس کے پتلون کے بٹن چمکتے ہیں اور اس کی پگڑی دور سے دکھائی دیتی ہے ۔

طارق :- وہی ڈاکیا ہے خالد ! لوگ اس کا بہت انتظار کرتے ہیں اور اس کا اشتیاق کرتے ہیں خصوصاً دیہات میں اور تم بھی اس کا انتظار کرو گے جب تم کوئی خط لکھ چکے ہو اور اس کے جواب کا انتظار کر رہے ہو یا کتابوں کے تاجر سے کوئی کتاب طلب کرو ۔

خالد :- اے طارق ! میں نے ایک دوسرے آدمی کو دیکھا ہے جو ڈاکیے کی طرح لباس پہنتا ہے اور اس کے پتلون کے بٹن ہوتے ہیں اور اس کے سر پر پگڑی بھی ہوتی ہے لیکن اس کے پاس چمڑے کا تھیلا نہیں ہوتا ہے اور وہ سرخ سائیکل پر سوار ہوتا ہے ، میں اسے تیزی سے جاتے ہوئے دیکھتا ہوں گویا اسے جلدی ہے ۔

طارق :- وہ بھی ڈاکیا ہے ۔ لیکن وہ خط تقسیم نہیں کرتا بلکہ وہ ٹیلی گرام تقسیم کرتا ہے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ سرخ سائیکل پر جاتا ہے ۔

تاکہ جلدی پہنچ جائے کیونکہ لوگ جلدی پہنچنے کے لئے ہی ٹیلی گرام بھیجتے ہیں اور لوگ اس کو اس کی سرخ سائیکل سے پہچان لیتے ہیں

خالد :- لیکن ایک آدمی شہر کے تمام اطراف میں خطوط کیسے تقسیم کر لیتا ہے ۔

طارق :۔ نہیں ! ڈاکخانے میں بہت سے مرد ہوتے ہیں اور شہر کے ہر کونے اور ہر محلے میں ایک ڈاکیا ہے۔

خالد :۔ اور ڈاکخانہ کیسے اتنا زیادہ مال خرچ کرتا ہے اور کیسے مفت خدمت کرتا ہے ؟ اور ڈاکیے لباس پہنتے ہیں اور بیگ (تھیلے) اٹھاتے ہیں اور سائیکلوں پر سوار ہوتے ہیں اور یہ مال کہاں سے آتا ہے ؟

طارق :۔ ڈاکخانہ ہر اس شخص سے اجرت لیتے ہیں جو بھی ڈاک کے ذریعے خط بھیجتا ہے۔

خالد :۔ یہ اجرت کیسی ہے اور میرے بھائی وہ اسے کب دیتا ہے؟

طارق :۔ میں نے یہ ٹکٹ ڈاکخانے سے خریدا ہے اور یہ ڈاکخانے کی اجرت ہے۔

خالد :۔ میں ان مفید باتوں پر آپ کا مشکور ہوں اور میں عنقریب اپنے بھائی اور اپنے دوست جمیل کو خط لکھوں گا اور ڈاک کے ذریعے بھیجوا دوں گا اور جب میں خط لکھوں گا تو آپ کے پاس آؤں گا اور آپ اسے دیکھیں گے اور اس کی اصلاح کریں گے۔

طارق :۔ بڑی محبت اور مہربانی سے مجھے آپ کی مدد کر کے خوشی ہو گی۔

(۲۹) من يضع الحجر (پتھر کون رکھے گا؟)

تم اس گھر کو جانتے ہو گے اور اس دنیا میں کون ہے جو اس

گھر کو نہیں جانتا۔ نماز میں تم اس کی طرف متوجہ ہوتے ہو اور مسلمان
ہر جانب سے اس کی طرف سفر کرتے ہیں اور حج کے دنوں میں اس
کا طواف کرتے ہیں۔ کعبہ پہلا گھر ہے جو لوگوں کے لئے اللہ کی عبادت
کے لئے بنایا گیا۔ اسے ابراہیم خلیل اللہ نے مکہ میں بنایا اور اس میں
حجر اسود ہے۔ لوگ حج کے موقعہ پر اسے چومتے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم
اسے بوسہ دیتے تھے اور ایک لمبی مدت کے بعد ابراہیمؑ کی اولاد جو کہ
قریش تھے نے کعبہ کو نئے سرے سے بنانا چاہا کیونکہ وہ پرانی تعمیر تھی۔
اس کی چھت گر چکی تھی اور دیواریں کمزور ہو چکی تھیں تو قریشیوں نے
اس کو بنانے کے لئے پتھر اور لکڑیاں جمع کیں اور قریشی کعبہ کو نئے
سرے سے بنانے لگے۔ جب کعبہ کی تعمیر مکمل ہو چکی تو قریشیوں نے
حجر اسود کو اس کی جگہ میں رکھنا چاہا تو قریشی حجر اسود کو اپنی جگہ رکھنے
کے لئے جھگڑنے لگے، ہر قبیلہ چاہتا تھا کہ وہ اسے اس کی جگہ پر رکھے
کیونکہ یہ ایک شرف عظیم ہے، ہر قبیلہ اس شرف کو پانے کی طمع کرتا تھا
لیکن یہ ممکن نہ تھا۔ کیونکہ پتھر ایک ہے اور قبیلے زیادہ اور قریشیوں
میں اختلاف بہت زیادہ ہو گیا اور عرب ایک دوسرے سے ایک
معمولی سی چیز یا بہت ہی معمولی چیز کے لئے ایک دوسرے سے جھگڑتے
(کسی کا) گھوڑا آگے بڑھ جاتا تو قتال شروع کر دیتے اور کوئی آگے
بڑھتا اور اپنے گھوڑے یا اونٹ کو پانی پلاتا تو قتل کرتے اور قتل
کئے جاتے اور چالیس دن چالیس سال تک مسلسل لڑائی کرتے تو وہ اس

شرف کے لئے کیوں نہ قتال کرتے کیونکہ یہ ایک بڑا شرف تھا۔ اور قریش میں سے ایک قبیلہ خون سے بھرا ہوا ایک برتن لایا۔ پھر دوسرے قبیلے کے ساتھ مرنے پر قسم کھایا اور انہوں نے اپنے ہاتھ اس خون میں ڈالے اور کہنے لگے ہم اس شرف کو نہیں چھوڑیں گے یا ہم مرجائیں گے اور یہ بہت بڑا شر اور عظیم خطرہ تھا اور اہل عرب کے لئے حق اور شرف کے راستہ میں مرنا ایک آسان بات تھا۔ اب جنگ ضروری تھی اور جنگ بہت منحوس ہوتی ہے۔

(۳۰) من يضع الحجر (۲)

اور قریشی چار یا پانچ راتیں ٹھہرے رہے، پھر وہ مسجد میں جمع ہوئے اور مشورہ کرنے لگے۔ انہوں نے مشورہ کیا اور کہنے لگے کہ حجر اسود کو کون اس کی جگہ پر رکھے گا۔ ہر قبیلہ اس بات کا حریص ہے کہ وہ اس شرف کو حاصل کرے اور پتھر ایک ہے اور قبائل زیادہ ہیں، اب جنگ ضروری ہے اور جنگ بہت منحوس ہوتی ہے۔ بعض لوگوں نے کہا جنگ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ موت اہل عرب کے لئے حق اور شرف کے راستے میں بہت آسان ہے عقلمندوں نے کہا۔ ہاں ٹھیک ہے جنگ کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اس وقت جنگ کی حاجت نہیں۔ لیکن کون ساطریقہ ہے اور حجر اسود کو اس کی جگہ پر جنگ کے بغیر کیسے رکھا جائے؟ انہوں نے بہت مشورہ کیا۔ بہت مشورہ

کیا اور بہت زیادہ مشورہ کیا اور راستہ ڈھونڈ نکالا۔ ایک بوڑھے نے کہا جو کہ عمر کے اعتبار سے ان سب سے بڑا تھا۔ اس مسجد کے دروازے سے سب سے پہلے جو اندر داخل ہو گا وہ تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا تو انہوں نے قبول کر لیا اور اس پر راضی ہو گئے۔ تم جانتے ہو کون سب سے پہلے داخل ہوا؟ سب سے پہلے داخل ہونے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ جب انہوں نے آپؐ کو دیکھا تو کہنے لگے یہ امین ہیں۔ ہم راضی ہیں۔ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جب آپ ان کے پاس پہنچے اور انہوں نے آپ کو خبر دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کپڑا طلب کیا تو لایا گیا تو آپؐ نے حجرِ اسود کو لیا اور اپنے ہاتھ سے اس میں رکھا۔ پھر فرمانے لگے ہر قبیلہ (یعنی سردار) کپڑے کے ایک کونے کو پکڑے پھر سب اسے اٹھائیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا جب اس کی جگہ پر پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک سے حجرِ اسود کو اس کی جگہ پر رکھا اور اس طریقے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شر کو دفع کیا اور جنگ کو روکا۔

(۲۱) یَوْمُ الْعِیْد

(عید کا دن)

کل عید کا دن تھا۔ لوگ اور بچے غروب آفتاب کے وقت

جمع ہوئے۔ اور چاند کو دیکھنے لگے اور گھروں کی چھتوں اور مناروں پر چڑھنے لگے، چاند ظاہر آیا تو بچے چیخے "چاند! چاند" اور اپنے گھروں کی طرف بھاگے اور اپنے ماں باپ اور رشتہ داروں کو سلام کیا تو انہوں نے ان کے لئے برکت اور درازیٔ عمر کی دعا کی۔ اور بچے عید کی رات کو تھوڑا سا سوئے اور صبح سویرے جاگ پڑے اور اپنے کپڑوں، جوتوں اور ٹوپیوں کو بار بار دیکھنے لگے جب عید کی صبح ہوئی تو وہ اپنے بستروں سے اٹھے اور صبح کی نماز پڑھی اور غسل کیا اور اپنے کپڑے تبدیل کئے اور بہتوں نے نئے کپڑے اور نئے جوتے اور خوبصورت ٹوپیاں پہنیں، ان کی ماؤں نے ان کو دیکھا تو وہ ان سے بہت خوش ہوئیں اور ان کے والدین اور رشتہ داروں نے انہیں انعامات پیش کئے اور ایک یتیم لڑکا تھا جس کی ماں سعید کے گھر کام کرتی تھی اور اس کے پاس نہ تو نئے کپڑے تھے اور نہ ہی نئے جوتے اور نہ ہی صاف ٹوپی تھی، تو اس نے غسل کیا اور پرانے کپڑے پہنے اور وہ پھٹے ہوئے تھے اور پرانی ٹوپی پہنی اور وہ میلی تھی، وہ اپنے ہم عمر بچوں اور امیر لوگوں کے بیٹوں کو رشک اور شرمندگی سے دیکھ رہا تھا اور اس کی ماں غمگین تھی۔ اس کے باپ کو یاد کر رہی تھی، سعید اس منظر کو دیکھ کر غمگین ہوا۔ اور اپنے دل میں شرمندہ ہوا۔ وہ جلدی جلدی اپنے صندوق کی طرف گیا اور اسے صاف کپڑے اور صاف ٹوپی ہدیۃً دی، یتیم لڑکا گیا اور لباس تبدیل کیا۔ اور بہت زیادہ خوش ہوا۔ اور اس کی ماں

بھی خوش ہوئی اور سعید کے لئے برکت اور درازیٔ عمر کی دعا کی جب سورج چڑھا لوگ عید گاہ کی طرف چل پڑے۔ وہ منظر خوبصورت تھا یہ کہتے ہوئے۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد"۔ امام نے لوگوں کو نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا اور لوگ دوسرے راستے سے عید گاہ سے واپس لوٹے اور لوگ ایک دوسرے کی زیارت کرنے لگے اور بعض نے اپنے دوستوں کی مہمانی کی اور ہر مسلمان نے اپنے دوستوں کو مبارکبادی اور کہنے لگے "عید سعید مبارک ہو اور تم خیریت سے رہو۔

عید کی صبح خوبصورت تھی اور عصر کے وقت لوگوں نے رمضان اور اس کی افطاری کو یاد کیا۔ اور رات کے وقت تراویح کو یاد کیا اور انہیں معلوم ہوا کہ گویا انہوں نے کوئی چیز گم کر دی ہے اور ان سے کوئی چیز ضائع ہو گئی اور بعض لوگ کہنے لگے "عید چند گھنٹے ہیں، اور رمضان سارے کا سارا عید ہے۔

تمت بالخیر